سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

بدر

BADR - QADIAN

عام قیمت پیشگی ۶ ؍

بغیر ضمیمہ درس قرآن مجید

الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ ۔ مرزا غلام احمد ۔ | Reg No. L CCLXXVIII | مسیحِ وقت مہدیٔ ہم مجد

ضمیمہ درس قرآن — پیشگی

جلد ۱۰

مورخہ ۲۲ ۔ رجب ۱۳۲۹ھ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۲۰ ۔ جولائی ۱۹۱۱ء مطابق ۵ ۔ ساون ۱۹۶۸

نمبر ۳۷

بھاگ ہو اگر قادیان آوگے تم | اڈیٹر و مینیجر محمد صادق عفی عنہ | نورِ دینِ مصطفےٰ پاؤگے تم

کتاب الصیام

مفصلہ ذیل مضامین کا جامع رسالہ مصنفہ قاضی اکمل صاحب ۔ وجہ تسمیہ رمضان ۔ روزہ رکھنے کا مقصد ۔ دوسرے فوائد ماہ رمضان کے تقرر کی حکمت ۔ روزہ کب رکھنا چاہیئے ۔ رمضان کیسا مبارک مہینہ ۔ روزہ رکھنے والے کا درجہ ۔ روزہ کے لیئے نیت ضروری ۔ روزہ کی حالت میں کن باتوں کا لحاظ ضروری ہے ۔ روزہ رکھنے کا وقت ۔ کن حالتوں میں روزہ نہیں رکھنا چاہیئے ۔ روزہ کے نواقض ۔ ان باتوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا ۔ کس وقت روزہ کھولنا چاہیئے ۔ روزہ کھولتے وقت کیا دعا پڑہیں ۔ مقام رمضان اعتکاف عید الفطر ۔ امام کے متعلق ۔ طریق نماز عید ۔ صدقۃ الفطر کس پر ہے ۔ اور کتنا صرف ارقیمت مدلل آیات و حدیث

مدینۃ المسیح

حضرت امیر المومنین کی صحت خدا کے فضل سے روبہ ترقی ہے ۔ آپ صبح درس قرآن مجید پہلے مردوں کو اپنے گھر کے صحن میں دیتے ہیں ۔ بعد ازاں اندرون خانہ مستورات کو ۔

اہل بیت مسیح موعود علیہ السلام سب بخیر و عافیت ہیں ۔

جناب میر ناصر نواب صاحب قبلہ عمارت فنڈ کے لیئے چندہ جمع کرنے تشریف لے گئے ہیں ۔ اللہ تعالےٰ انکا حافظ و ناصر ہو ۔

جیسا کہ پچھلے اخبار میں اطلاع دی گئی تھی مفتی صاحب سفر میں ہیں ۔

لا نبی بعدی

الیواقیت والجواہر (امام شعرانی) جلد دوم ص ۲۲ سطر ۲ ۔ مطبوعہ مطبع میمنیہ مصر

فان مطلق النبوۃ لم یرتفع و انما ارتفع نبوۃ التشریع فقط کما یؤیدہ حدیث من حفظ القرآن ۔ فقد اُدرجت النبوۃ بین جنبیہ

فقد قامت بہذہ النبوۃ بلا شک وقولہ صلعم لا نبی بعدی و لا رسول المراد بہ لا مشرع بعدی

---

۲۲ سطر و اعنی بہا نبوۃ التشریع التی لا تکون للاولیاء

ترجمہ ۔ مطلق نبوت کا سلسلہ بند نہیں ہوا ۔ بلکہ نبوت تشریعی بند ہوئی ہے ۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے ۔ کہ جو قرآن حفظ کرے ۔ اسکے دونوں پہلوؤں کے درمیان نبوت درج ہو گئی ۔ اور لا نبی بعدی سے یہ مطلب ہے ۔ کہ کوئی تشریعی نبی نہیں آئیگا ۔ (اسماعیل)

مبارک ! مولوی محمد اسماعیل صاحب مولوی فاضل مدرس مدرسہ احمدیہ کے ہاں ۵ ۔ رجب المرجب ۱۳۲۹ھ کو اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا کیا ۔ اللہ مولود مسعود کی عمر میں برکت دے

رسید کسی صاحب حید بخش یا خدا بخش موٹاری معرفت شیخ امام الدین صاحب نائب تحصیلدار نے ۴ کے ٹکٹ حضرت خلیفۃ المسیح کو بھیجے تھے لیکن اپنا پتہ صاف و مکمل نہیں لکھا اسلیئے جواب نہیں دیا ۔

ارشادات نبوی

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے دریافت کیا ۔ کہ کیا تم کو اس بات کا یقین ہے کہ کوئی ماں اپنے بچے کو آگ میں پھینک سکتی ہے " لوگوں نے کہا کہ نہیں " اسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ کہ البتہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر اس سے بھی زیادہ رحیم اور مہربان ہے کہ جتنی کوئی ماں اپنے بچے پر رحیم ہوتی ہے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فرمایا ۔ کہ مجھکو اس دنیا میں کس طرح گذارہ کرنا چاہیئے ۔ میں اس دنیا میں اس مسافر کی مانند ہوں ۔ کہ جو کسی درخت کے سایہ کے نیچے آ جائے ۔ اور پھر وہاں سے قدم بڑہا کر فوراً نکل جائے ۔

مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اسکی اجرت اسکو دیدو ۔ دوزخ عیش و عشرت اور نفس پرستی کے پیچھے پوشیدہ ہے عسرت اور محنت کے عقب میں جنت موجود ہے ۔

سب سے بڑی خواہش

حضرت امیر سے سوال کیا کہ آپ کی سب سے بڑی خواہش کیا ہے فرمایا مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ

قرآن مجید عملی طور پر کل دنیا کا دستور العمل

جب عبد الحی قرآن شریف ختم کر چکا تو اسے فرمایا بیٹا ! ہم تم سے چاہتے ہیں ان میں سے بعض تم نے کر لی ہے وہ باتیں کیا ہیں ۔

قرآن شریف پڑہو پھر اسکو یاد کرو پھر اسکا ترجمہ پڑہو پھر اس پر عمل کرو ۔ پھر اسی عمل میں تمہیں موت آ جائے ۔

قرآن شریف پڑہاؤ پھر یاد کراؤ ۔ پھر ترجمہ سناؤ پڑہاؤ اسی حالت میں تمکو موت آ جاوے ۔

بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر پروپرائٹر و پرنٹر و پبلشر کے حکم سے چھپکر شائع ہوا ۔

سو روپے انعام

ڈیلی نیوز کلکتہ مطبوعہ ۱۰ - جولائی میں ایک انعامی مضمون کا اعلان چھپا ہے - ایک سو روپیہ اس بزرگ کو دیا جائیگا جو سود کی برائیوں پر اعلیٰ درجہ کا مضمون لکھے امید ہے ہماری احمدی اہل قلم بھی اس طرف خالصۃً لوجہ اللہ قلم اٹھاوینگے

ایڈیٹر وکیل اخبار امرتسر کے تہذیب ماہ صفر میں ایک مصری فاضل کا مضمون جواز سود میں نکلا تھا - افسوس ہے کہ مسلمان ایڈیٹر صاحبان تو جواز ربا کے مضامین شایع کریں اور انگریزی اخبارات میں حرمت سود کے لیئے ایک سو روپے کے انعامی مضمون کا اعلان نکلے -

حق کا بول بالا

کلمۃ اللہ ھی العلیا - ایسا پر از صداقت کلام ہے - کہ اس کا جلوہ کسی نہ کسی رنگ میں نظر آتا رہتا ہے - اور آتا رہیگا - ناظرین بدر سے یہ امر مخفی نہیں - کہ مونگھیر - سورج گڑھ بنارس کی طرف ہماری بعض فاضل دوستوں کو بحکم جناب امیر تبلیغ حق کے لیئے جانا پڑا - یہ آمد و رفت بلا نتیجہ نہیں رہی کیونکہ جو قدم صدق و اخلاص کیساتھ اپنے امام کے ارشاد کے ماتحت اٹھایا جاوے وہ ضرور کامیابی کا کفیل ہوتا ہے -

ہر ایک بار کئی ایک لوگ احمدی ہوئے ہیں جس سے پورا واضح ہے کہ ہمارے سفر وسیلہ ظفر ثابت ہوئے ہیں - اس آخری سفر کے متعلق اہلحدیث نے مباحثہ مونگھیر کا ایک جو دستہ شایع کر کے غلط فہمی پھیلانی چاہی - مگر خدا نے بہت جلد جھوٹوں کی روسیاہی کر دی - یہ تو اور بھی اعجاز ہے - کہ شکست کہائیں احمدی اور پھر بھی باوجود اس کے سات آٹھ آدمی بیعت ہو جائیں - اور بزعم خود فتح پانیوالوں کی جماعت میں ایک آدمی بھی ہمارا داخل نہو - اس کے

ی خدا کے ملایکہ اپنا کام کر رہے ہیں - چنانچہ ایک
ل نقل ہے - کیونکہ اس کے راقم ایک اچھے
روجیہ ہیں - سورج گڑھ میں مخالفت کے
تعالیٰ کا منشا تھا - کہ وہ مولوی نذیر حسین
المکفرین کے مولد میں خود انہی
س مبارک برگزیدہ خلایق
کی مخالفت میں ناکام کوشش
اٹھا مادہ تاریخ کے

ک

بولہ الکریم
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
تھا - جیسے جو

کچھ کیا اور کہا - اللہ تعالیٰ معاف فرماوے - اور حضور سے التجا ہے کہ میرے لیئے دعا فرماویں - کہ پچھلے قصور ونکو خداوند تعالےٰ معاف فرماوے آمین - اور کل احمدی بہائی دعا فرماویں

۲ - یہ سب انقلابات کیوں ہوئے اسکا مختصر جواب یہ ہے - کہ میں شب و روز اللہ تعالیٰ سے التجا کرتا تھا - کہ خداوند کریم مجھپر صداقت ظاہر فرما - اسلیئے خداوند کریم نے ظاہر کر دیا - الحمد للہ -

۳ - آج میں اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں - وسیدنا حضرت مرزا صاحب کو سچے دل سے مسیح موعود و مہدی مسعود تسلیم کیا - اور حضور کو خلیفۃ المسیح قبول کر کے بیعت کرتا ہوں امید کہ حضور غلامی میں داخل فرماویں اور میرے لیئے دعا اور اس خط کو میرے اخبار میں درج فرما دیویں

مخبر قاضی سید مظہر عالم ساکن چک سید محمد تہانہ سورجگڑھ ضلع مونگھیر

کلکتہ میں تبلیغ

کلکتہ میں انجمن احمدیہ کا جلسہ ۹ - جولائی بمد ذراعیت دار منعقد ہوا - تین شخص عرب جس میں ایک شامی بھی تہا - اور جو کہ . . معزز اور تاجر تھے - انکو مولوی مظہر عبد القادر صاحب بی - اے علیگ احمدی نے عربی زبان میں عقاید احمدیہ کی نہایت خوبی سے تبلیغ کی - سامعین موصوف نے نہایت توجہ سے سب لیکچر کو سنا اور اسپر غور کرنیکا وعدہ فرمایا -

اعلان

چونکہ بورڈنگ ہوس کی عمارت کی تکمیل کے لیے کام کا جاری رکھنا ضروری ہے - اور دوسری طرف اس فنڈ میں روپیہ نہیں رہا - اسلیئے بذریعہ ایک سرکلر کے تمام انجمنوں میں تحریک کی گئی ہے - کہ وعدوں کے علاوہ بھی اس فنڈ کے لیئے روپیہ وصول کر کے بہت جلد بھجوانیکی کوشش کیجاوے اسپر بعض احباب نے فرداً فرداً اور بعض انجمنوں نے کوشش کر کے روپیہ بھجوایا ہے جسکے لیئے ایسے تمام دوستوں کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے لیکن حضرت میر ناصر نواب صاحب نے یہ پسند فرمایا ہے - کہ وصول چندہ تعمیر کے لیئے بعض جگہ احباب کی خدمت میں تشریف لیجاویں - بالفعل جہاں وہ جانا چاہتے ہیں - ان احباب کے نام علیحدہ بھی اطلاع کر دیگئی ہے اور اب اس اعلان کے ذریعہ تمام احباب کو لکھا جاتا ہے کہ حضرت میر صاحب جہاں ہونگیں - وصول چندہ میں ہر طرح سے انکی امداد فرما کر مشکور فرماویں والسلام

صدر الدین اسسٹنٹ سکرٹری

برین کیش و ملت بباید گریست

ہمارے ایک کہتے ہیں - بیٹا ابھی تو تیرا عیاشی کرنیکا دور تھا - افسوس کہ تو احمدی ہو گیا -

(۲) ایک اور بہائی رقمطراز ہیں - ہمارے گ کو بہت بہکایا گیا ہے - کہ نکاح اب قائم نہیں گھر کی کل عورتیں دوسرے پڑوسی کے گھر ہیں

(۳) بنارس سے اب خبر آئی ہے - کہ ایک احمدی تو غیر احمدیوں نے نکالی ہوئی قبر کو روک دیا - اور کسی اور جگہ دفن کرنا پڑا - غیر احمدیوں نے اپنے اس قابل شرم فعل کو بڑے فخر کیساتھ ایک اخبار میں چھپوایا ہے وا ئے بر حال آں مریض جو اپنے مرض کو بھی محسوس نہ کرتا ہو

ایک مطربا دینے والی رباعی

"صاحبزادہ مرزا محمود کی مفصلہ ذیل رباعی ہمارے غور کے قابل ہے"

اۓ اس غفلت پہ ہم یاروں سے پیچھے رہ گئے
یہ بھی کیسا پیار ہے پیاروں سے بچھڑ رہ گئے
بڑھ گئے ہم سے صحابہ توڑ کر ہر روک کو
ہم سبک ہو کر گرانباروں سے بچھڑ رہ گئے

اطلاع

میں تقریباً ایک ماہ سے بعارضہ آشوب چشم بیمار ہوں اور حضرت خلیفۃ المسیح نہایت محبت سے علاج کر رہے ہیں - آپ نے لکھنے پڑھنے سے منع فرمایا ہے اسلیئے انشاء اللہ تعالیٰ پندرہ جولائی و یکم اگست کا پرچہ اکٹھا ہی یکم اگست کو شایع ہوگا - بہی خواہان "نور" اس عاجز کے لیئے دعا فرماویں - کہ اللہ تعالےٰ بہت جلد صحت عطا فرماوے - والسلام

خاکسار محمد یوسف ایڈیٹر "نور" قادیان ضلع گورداسپور

راست گفتی

بیان سازد معارف را ز قرآن آنچنان حضرت!
تو گوئی بلبلے گلہا ز گلزار جناں آرد
الا اے عاشقان روئے قرآن زود تر آید
بعالم چشمۂ دیدم کہ سر در آسماں دارد
خدایا تا ابد سرسبز باد ایں خطۂ پنجاب
کہ اندر ذیل سعدش کوچۂ قادیان دارد

(عبد الحی پشاور)

ضرورت

ایک ایسے مدرس کی ضرورت ہے جو کہ ورنیکلر مڈل پاس اور ٹرینڈ ہو - تنخواہ عـ۱۵ روپے ماہوار ہوگی تمام درخواستیں معہ سرٹیفکیٹ ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان آنی چاہئیں -

حضرت مولانا مولوی محمد سرور شاہ صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن مجید سے نوٹ

شروع پارہ ستائیسواں

رکوع نمبر ۱

(سورۃ الذّٰریٰت رکوع نمبر ۲)

مورخہ ۲۲۔ مئی ۱۹۱۱ء

مسوّمۃً ۔ ٹھیک ٹھاک۔ نشان کردہ

مسرفین ۔ خطاکار۔ شریعت نے جو حدود قائم کی ہیں ان سے بڑھ کر کوئی کام کیا جاوے تو وہ اسراف ہے۔

برکنہ ۔ رکن۔ طاقت۔

ملیمٌ ۔ ملامت اٹھانے والا۔ بُری حالت میں۔

سورہ الذّٰریٰت رکوع ۳ پارہ ۲۷ رکوع ۲

۲۴۔ مئی ۱۹۱۱ء

موسعون ۔ فراخ کرنے والے ہیں۔

تذکرون ۔ یاد کرو۔ تذکر یاد دہانی کو کہتے ہیں۔

ففرّوا الی اللہ۔ جس طرح ایک بچہ کو اس کی ماں مارتی ہے تو وہ اسی کی طرف دَوڑتا ہے اسی طرح مومن کو چاہیئے کہ جب اسے کوئی دکھ پہونچے۔ تو خدا ہی کی طرف دَوڑے

ولا تجعلوا مع اللہ الٰھاً اخر۔ آلہ معبود کو کہتے ہیں اور معبود اسے جس کی کامل تعظیم سے فرمان برداری کی جاوے۔

سورہ الذّٰریٰت کے نوٹ ختم ہوئے

آغاز سورہ الطُّور۔ رکوع ۱ پارہ ۲۷ رکوع ۳

۲۵۔ مئی ۱۹۱۱ء

رقٍّ ۔ لمبی چوڑی تختی۔ انھوں نے تورات کو اس طرح بنا کر رکھا تھا کہ جس طرح چرخ ہوتا ہے۔ یعنے ایک رولر پر چمڑا وغیرہ لپٹا ہوا۔ جوں جوں بڑھتے جاؤ کھولتے جاوَ۔

البیت المعمور۔ حضرت موسیٰؑ جب سفر پر تھے۔ تو انہوں نے ایک خیمہ (عبادت کے لئے) بنایا تھا دشمن اسے گرانا چاہتا تھا۔ مگر خدا جس کا نگہبان ہوا سے کون گرا سکتا ہے معمور میں ظاہر کیا ہے کہ وہ آباد رہے گا۔ اور السقف المرفوع سے یہ کہ وہ بڑی شان والا مکان ہے۔ جب بیت اللہ کو بنایا تو حضرت موسےٰ کے خیمہ کی طرز پر بنایا۔

مسجور۔ پُر کیا ہوا۔ بھرا ہوا۔ اور ایک معنے یہ بھی کئے ہیں۔ کہ ابھرا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان قسموں کے بعد یہ دعوے پیش کیا ہے کہ ان عذاب ربّک لواقع۔ بے شک تیرے رب کا عذاب واقع ہونے والا ہے۔

دنیا میں کوئی رسول نہیں آیا۔ مگر لوگوں نے اس کی مخالفت کی ہے اور پھر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان پر اللہ تعالےٰ کا عذاب آیا اور ان کو ہلاک کر دیا اسمیں مشرکین کو بتایا گیا کہ یہ نبی (سیدنا محمدؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام) حضرت موسےٰ کی طرز پر آیا ہے۔

پہلے دنیا میں جو رسول آئے ہیں وہ خاص ایک قوم کے لئے آئے۔ مگر نبی کریم جو آئے وہ سب کے لئے نبی ہو کر آئے۔ کوئی بستی نہیں کوئی قصبہ نہیں۔ مگر اس میں ضرور کوئی نہ کوئی نذیر آیا ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سب رسُولوں کے مظہر ہیں۔ اور آپ جامع کمالات بھی ہیں۔ جس طرح حضرت موسےٰ کا مقابلہ فرعون کے ساتھ تھا اسی طرح آپ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ابوجہل سے ہوا۔ اسی نسبت کے لحاظ سے حضرت موسیٰ کا ذکر کیا ہے۔ یعنے جس طور پر خداوند تعالیٰ کی وحی حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی۔ اور خدا کی طرف سے ان کو کتاب دی گئی اور ان کا عبادت خانہ قائم اور محفوظ رہا اور وہ سمندر سے صحیح وسالم نکل آئے۔ اور دشمن ہلاک ہوئے اسی طرح نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن مجید دیا جاوے گا ان کے معابد معمور و مرفوع رہیں گے اور یہ کامیاب اور دشمن ہلاک ہو گا۔

موراً۔ جو بہت جلدی سے گذر جاوے یعنے اس دن عذاب آئے گا اسے کوئی روکنے والا نہ ہو گا۔ یہ واقع ظہر کے طور پر قیامت کو ہو گا اور بطور ابطن جنگ بدر والے دن یہ سب کچھ پورا ہوا۔ بادل آیا۔ بارش ہوئی جس سے مومنوں کے قدم جم گئے۔ اور بڑے بڑے امرار ہلاک ہوگئے۔

خوض ۔ نکتہ چینی

دعًّا ۔ دھکیلنا۔

بقیہ رکوع ۲۵ مئی ۱۹۱۱ء

قرآن کریم میں حق کی طرف لانے کے لئے مختلف راہیں بیان کی گئیں ہیں۔ چنانچہ از آں جملہ نعمار بھی ہیں جو متقین کے لئے وعدہ کی گئی ہیں یعنے رسُولوں کی اتباع کرو گے۔ تو نعمتیں ملیں گی۔

بما کنتم تعملون۔ بسبب تمہارے کام کرنے کے۔

حور۔ گوریاں

عین۔ فراخ چشم

اَمْدَدْنٰھُمْ ۔ امداد۔ قدر ضرورت سے زیادہ دینے کو کہتے ہیں پس مطلب یہ ہے کہ ہم ان کو قدر سے زیادہ دیں گے۔

السموم۔ زہریلے ہوا کے عذاب۔

سورہ الطور رکوع ۲ - پارہ ۲۷ رکوع ۴

مورخہ ۱۷ رجون ۱۹۱۱ء

فذکّر - چونکہ انبیاء وہی یاد کراتے ہیں جو انسان کی فطرت میں مودع ہے۔ اس لئے ذکر فرمایا۔

کاھن - اس ملک میں ایسے لوگوں کو غالباً اَرڑ پوپو کہتے ہیں۔ جو عرب میں مقفّیٰ عبارتوں میں پیشگوئیاں کرتے۔ اگر غیب کی خبر نہ ہو تو پھر ایسے لوگوں کو شاعر کہتے۔

ایسے ایسے الزام محض اس لئے کہ وہ کمال نبوی کا انکار نہ کر سکتے تھے۔ پس ایسے کمالات کو وہ ایسی باتوں کی طرف منسوب کرتے کہ یہ کاہن ہے یا شاعر ہے۔ حالانکہ ایسے لوگ اکثر ذلیل ہی رہتے۔ اسی لئے بنعمت ربّک میں فرمایا کہ تجھ پر بڑے بڑے انعام الٰہی ہیں ازانجملہ یہ کہ آہستہ آہستہ اسلام غالب آ رہا ہے جیسا کہ اس آیت میں فرمایا۔ الم یروا انا ناتی الارض ننقصہا۔ من اطرافہا افہم الغالبون۔ یعنے کفر کی زمین گھٹاتے جاتے ہیں اور وہ بھی بحالت ضعف کی زندگی میں۔ ہمارے مسیح موعود کے بارے میں بھی یہی دلیل صداقت ہے۔ کہ احمدی بڑھتے گئے اور غیر احمدی گھٹتے۔

ریب المنون - موت کا حادثہ۔

ام ھم قوم طاغون - بلکہ یہ لوگ سرکشی کی وجہ سے نبی کو کاہن مجنون شاعر کہہ رہے ہیں۔

بل لا یؤمنون - تقول کہنے کی جڑ بے ایمانی ہے اسکی وجہ آگے فرماتا ہے۔

فلیاتوا بحدیث مثلہ - ذات الٰہی بے مثل ہے۔ تو اس کے صفات، افعال کلام بھی بے مثل ہے۔ پس اگر یہ انسانی کلام ہے۔ تو اس کی مثل لاؤ۔ حضرت مسیح موعود کی صداقت بھی اس آیت سے ظاہر ہے آپکی بعض کتابوں کی مثل باوجود تحدی کے کوئی نہ لا سکا۔ آپ کو یہ معجزہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کی طفیل بطور ظل کے دیا گیا۔ تا دنیا پر حجت قائم ہو۔ کہ جناب خاتم الانبیاء کے غلام کا مقابلہ بھی علماء و فضلاء مخالفین سے ممکن نہیں۔ چہ جائیکہ خود آقا اور اس کے مولا کے کلام کا واقع میں یہی نشان اس زمانہ میں ایسا نشان ہے۔ جو قیامت تک باقی اور تمام آنے والی قوموں کے لئے حجت ہو سکتا ہے۔

ام خلقوا من غیر شیٔ - مشرکین سے سوال ہے کہ تمہارے معبود جو ہیں ان میں مابہ الامتیاز کیا ہے۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا۔ ام لھم ارجل یمشون بھا کیا۔ صرف انہی کے پاؤں ہیں جن سے وہ چلیں۔ دوم یہ کہ وہ غیر معمولی مخلوق نہیں تو کیا خالق ہیں اور پھر زمین و آسمان (جن پر ہمارے بقا کا مدار ہے) کے خالق ہیں دوسرے معنوں کے لحاظ سے کفار مراد ہیں۔ اون کو ڈانٹا ہے کہ کیا وہ غیر معمولی مخلوق ہیں یا صرف یہی مخلوقات سے رہ گئے ہیں کہ اون کے فنا سے حرج واقع ہو یا خدا کی مانند خالق اور اسی طرح طاقتور ہیں کہ عذاب الٰہی سے محفوظ رہیں گے۔

عندھم خزائن ربّک - خواہ معبود مراد ہوں خواہ کفار۔ مشرکین دونوں پر حجت ملزمہ قائم ہے

ام لھم سلّم - فرمایا کہ اگر پہلی باتیں نہیں تو کیا یہ بات ہو کہ اون کو کوئی آسمانی اطلاع ملتی ہے۔ اس کے ساتھ سلطن مبین ضروری ہے۔

ام لہ البنت ولکم البنون - نفس ابنیّت کو تو اس دلیل سے رد فرمایا کہ جو نفس سے باقی نہیں صرف اس کے لئے اولاد کی ضرورت ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ابدی ہے تو اس کے لئے اولاد کیسی۔ صحیفۂ فطرت بھی اس پر گواہ ہے۔ کہ جو تابقائے عالم رہ سکتی ہیں اون کا قائم مقام کوئی نہیں اور جو نہیں رہ سکتی ہیں ان کا قائم مقام ضرور ہوتا ہے۔

یہاں چونکہ بیٹیوں کا ذکر ہے اس لئے اسے اس طرح رد فرمایا کہ تم اللہ کو مستجمع صفات کاملہ یا کم از کم اپنے سے بڑھ کر مانتے ہو پس جب اپنے لئے لڑکی کو ایک داغ سمجھتے ہو۔ تو خدا کے لئے کیوں کر ثابت کرتے ہو۔

مثقلون - یعنے کسی دلیل کی وجہ سے انکار نہیں بلکہ کسی چٹی سے پہلو تہی کرتے ہو وہ بھی نہیں۔

فھم یکتبون - کسی غیب پر اعتماد ہے کہ اگر ایمان لائیں گے تو فلاں فلاں مصائب میں پھنس جائیں گے۔

مکیدون - وہ جنگ اور تدبیریں انہی کفار پر الٹی پڑا کرتی ہیں۔

ام لھم الٰہ غیر اللہ - یعنے اون کا خدا کوئی اور ہے۔ کہ خاتم الانبیاء کے خدا کی حکم کی پروا نہیں۔ دو خدا اگر برابر ہیں تو ایک لغو ہے۔ اگر ایک کم تو وہ بوجہ احتیاج خدا نہیں۔ اسی واسطے سبحٰن اللہ عمّا یشرکون فرمایا۔

۱۸ ـ جون ۱۹۱۱ء

بقیہ - ۲۷ پارہ رکوع ۴ سورۃ الطور رکوع ۲

وان یروا - پیچھے دلائل کا ذکر ہوا۔ اب فرماتا ہے اگر ایسے نشان بھی دکھائے جائیں جو وہ مانگتے ہیں۔ تو بھی قسم قسم کے بہانے بنانے لگیں۔ مثلاً یہ نشان ہے کہ آسمان کا ایک ٹکڑا گر پڑے۔ اور وہ بھی ہم پر۔ اب سوچنے کا مقام ہے کہ جب ٹکڑہ گرے گا تو ہلاک ہوں گے۔ پھر ایمان کب لا سکتے ہیں اور دیکھ کر بھی ایمان لانے کی توفیق نہیں بلکہ حجّت بازی کریں گے کہ یہ تہ بتہ بادل ہے۔

یصعقون - صاعقہ گرنے والی بجلی کو کہتے ہیں (۲) وہ امر جو انسان کو بے ہوش کر دے (۳) وہ عذاب جو انسان کو پریشان کر دے۔

فذرھم حتیٰ یلقوا - ہر ایک آیت کا ایک ظہر ہوتا ہے ایک بطن یہ حالات اگرچہ قیامت کو پیش آنے والے ہیں مگر اس دنیا میں بھی بطور بطن پیش آئے۔ چنانچہ پہلے جنگ بدر کے دن کسفاً من السّماء بادل آئے کفار شکست یاب ہوئے۔ اور کوئی نصرت ان کی نہ کر سکا۔ پھر اس کے بعد فتح مکہ کے دن مشرکین عرب اپنے ارادوں میں ناکام رہے۔ یہودی۔ عیسائی اور دیگر قومیں کچھ مدد نہ کر سکیں اور اسلام کا ڈنکا بج گیا۔

عذاباً دون ذٰلک - جو لوگ اسلام کے خلاف کوششیں کرتے رہے۔ ان کے بیوی۔ بچوں۔ بھائی بہنوں کا مسلمان ہو جانا کیا کم دکھ تھا۔

سبح بحمد ربّک - اس موعود یوم کے لئے صبر فرمایا۔ اور صبر کے لئے

ئی۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ خداوند تعالےٰ کو نقصون سے پاک جاننا
ت کو عالم پر ظاہر کرنا اور صفات کاملہ سے متصف جاننا اور بیان
ہوتا ہے کہ انسان صبر سے کام لے اور کسی کی ہلاکت یا اپنی تکلیف
ہے۔

سورۃ الطور کے نوٹ ختم ہوئے

آغاز سورہ النجم رکوع ۱ پارہ ۲۷ رکوع ۵

۱۹ رجون سنہ ۱۹۱۱ء

والنجم اذا ھوٰی۔ قسم ہے نجم کی۔ جب وہ گرتا ہے۔ مفسرین نے اس کی مختلف وجوہات لکھی ہین جو دُور از کار ہین۔ عمدہ ان مین سے یہ بات ہے۔ ستارے جو طلوع ہوتے ہین۔ پھر غروب بھی ہو جاتے ہین اور عرب مین ستارون سے لوگ راہ پاتے تھے۔ اور ٹوٹنے والے شہب کو رجوم للشیاطین فرمایا۔ پس فرمایا کہ جب شہب شیاطین کو دُور کرتے ہین۔ تو اس نبی کی وحی مین کوئی شائبہ ضلالت نہین ہوسکتا۔
پہلے معنون کے لحاظ سے اس کی تفسیر یون ہے کہ ستارون کے قرب و بعد کے لحاظ سے انسان راہ پاتا ہے۔ مگر غروب کے وقت غلطی کا احتمال ہے۔ مگر جو ستارہ نبی کا رہنما ہے۔ وہ ایسا نہین کہ غروب ہونے والا ہو پس اس سے غلطی نہین ہوگی۔

علمہ شدید القوی۔ اس ستارہ کی تحدید شروع ہوتی ہے۔

ذو مرۃ۔ قوت والا۔

فاستوی۔ کسی چیز پر ٹھیک درست ہو کر بیٹھ جانا۔

بالافق الاعلی۔ منتہائے بصر جو زمین اور اس شے کے درمیان نظر آتا ہے جیسے ہم لوگ اپنی زبان مین سمار کہتے ہین۔

مفسرین حضرت جبرئیل مراد لیتے ہین اور اس کے ثبوت مین سورہ تکویر کی ان آیات کو پیش کرتے ہین۔ انہ لقول رسول کریم الیٰ ولقد راٰہ بالافق المبین۔

لیکن اس مین ایک مشکل ہے اگر جبرئیل مراد لی جاوے۔ تو پھر فاوحی الیٰ عبدہٖ۔ کی ضمیر بھی اس کی طرف پھرے گی۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جبرئیل کے عبد ٹھہرین گے۔

پس علمہ شدید القوی کا فاعل تو آخر اللہ ہی ہے۔ اور کان قاب قوسین مین جس قرب کا بیان ہے۔ وہ بھی تمام صوفیاء کرام کے نزدیک اللہ تعالےٰ سے ہے۔

پھر ایک اور دلیل دیتے ہین کہ حدیث مین ہے کہ جبرئیل کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دفعہ آسمان کے کنارون پر دیکھا۔ مگر یہ دیکھنا اس بات کی کیون کر دلیل ہو سکتا ہے کہ تعلیم دینے والے اور منازل قرب پر پہنچانے والے بھی جبرئیل ہی ہین۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ خدا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور اس کلام کے وحی ہونے کا ثبوت دیتا ہے۔ کہ آپ کا معلم شدید القوی ہے۔ جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم فرمائی۔ آپ کو اعلےٰ مدارج پر پہونچایا۔ مقام قرب دیا۔ پھر وحی سے ممتاز کیا یا یون معنے کئے جائیں کہ زور آور حملون سے مامور کی صداقت ثابت کرے گا۔ مخالفین کو ہلاک۔ اور وہی ہدایت دینے والا ستارہ ہے جو اس جہان پر حکومت کر رہا ہے (یہی فاستوی کے معنے ہین) اور وہ خدا آسمان کے کنارون پر تھا اور یہ دیکھنا کشفی ہے۔ اور اس قسم کی رویت سے جسمیت ثابت نہین ہوتی۔ کیون کہ انسان کے دیکھنے کے لئے ضرور ایسی صورت ہونی چاہیئے۔ جیسی اس دنیا مین دیکھی جاتی ہے پھر قریب ہوا اور ٹپکا۔ اور مراد اس سے ظہور قرب ہے۔ کامل سیر یہ ہے۔ کہ سالک سیر فی اللہ الی اللہ کر کے پھر انسان کی ہدایت کی طرف لوٹے (فتدلی) ایسا قرب ہوا جیسے دو کمانون کے ملنے سے درمیان مین دوری رہ جاتی ہے۔ پس اس قرب کی حالت مین وحی ہوئی پس ہکنا ہو تو کیسا۔

ماکذب الفواد۔ بعض وقت ایسی بات ہوتی ہے کہ ستارہ تو ہے۔ مگر غفلت کی وجہ سے راستہ خطا ہو جاتا ہے۔ فرماتا ہے کہ پوری توجہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قائم ہے۔ پس وہ ایسی غلطی نہین کر سکتے۔

۲۰ رجون سنہ ۱۹۱۱ء

بقیۃ سورہ النجم رکوع ۱۔ پارہ ۲۷ رکوع ۵

نزلۃ۔ نزول سے ہے۔ یعنے بتایا کہ انسان روحانی چیزون کو جسمانی چیزون کے رنگ مین دیکھتا ہے۔ اسی طرح وہ چیز دیکھنے کے لئے دُور سے قریب ہوتی ہے۔

سدرۃ المنتھی۔ لفظی معنے انتہا کی بیری۔ ایک مقام کا نام ہے کیونکہ فرشتون کا عروج اسی مقام تک ختم ہوتا ہے۔

ما یغشی۔ عجیب وغریب جن پر ڈھانک رہی تھی۔

مازاغ البصر و ماطغی۔ بغیر کسی غرض کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجہ ذات الٰہی کی طرف لگی رہتی۔ اور ذرا بھی ادہر اُدہر طبیعت نہ لگتی۔ مشرکین بھی گواہی دیتے۔ ماجربنا علیک الکذب۔ اور نبی کریم بھی بڑے دعوے سے کہتے ہین ولقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون۔

افرءیتم۔ یعنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو اپنے رب کی آیات دیکھین۔ تم نے کیا دیکھا۔ لات و عزیٰ۔ جن کی الوہیت کا ثبوت نہین دے سکتے۔ لوگ اعتراض کرنے مین دلیر ہوتے ہین۔ مگر خود کسی بات کا ثبوت نہین دے سکتے۔ مثلاً یہ تو پوچھین گے مسیح موعود کی صداقت کا کیا ثبوت ہے۔ مگر خود یہ بھی نہ بتا سکین گے کہ نبی کریم یا دیگر انبیاء علیہ السلام کی نبوت کا کیا ثبوت تمہارے پاس ہے جس کی بنا پر تم نے مانا۔ ہونا یہ ہوگا تاکہ انہی دلائل سے حضرت مسیح موعود کی صداقت ثابت کی جاوے۔

ضیزی۔ خسارہ والے۔

الااسماء۔ محض نام ہین ان کے نیچے حقیقت کوئی نہین۔ افسوس کہ مسلمانون مین بھی پیر پرستی قبر پرستی یہان تک بڑھ گئی ہے۔ کہ علاقہ ہزارہ مین ایک کھوتے (گدھے) کی قبر کی پرستش کی جاتی ہے۔ پشاور کے اکثر گھرون مین جعلی قبرین بنی ہوئی ہین۔

الھدیٰ۔ قرآن مجید۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ما تمنیٰ۔ مشرکین نے ایک آرزو بنا رکھی ہے۔ کہ ھؤلاء شفعاءنا عنداللہ اور یہ معبود ہمین غالب کردین گے۔ فرماتا ہے کیا محض خیالی پلاؤ سے کچھ بنتا ہے۔

مورخہ ۱۲ جون سنہ ۱۹۱۱ء

پارہ ۲۷ رکوع ۶۔ سورہ والنجم رکوع ۲

لاتغنی شفاعتہم شیئاً۔ معبودان باطلہ کا رد کر چکا ہے اب جن کا اون کو انکار مانتے ہین ان کے بارے مین فرماتا ہے۔ کہ انکی شفاعت کسی کام کی نہین۔

ان یاذن اللہ۔ شفاعت مین دو شرطین ہین۔ ایک اذن۔ دوم جس کے لئے پسند فرماوے۔ دوسرے مقام پر یہ لکھا کہ شفاعت کس کے لئے ہوگی۔ من شہد بالحق۔

لایؤمنون بالآخرۃ۔ کفار نہین فرمایا تا اشارہ ہو۔ اس بات کی طرف کہ ملائکہ کو لڑکیان قرار دینے والے ایسے ہی لوگ ہین جو اعمال کی جزاو سزا سے نڈر اور آخرت کے منکر ہین۔

من علم۔ یقینی بات (وحی۔ عقلی دلیل۔ نشان) اس زمانہ مین بھی یہی معیار فیصلہ کن ہے۔ اہل سنت و اہل تشیع مین تو بہت فرق ہے۔ خود اہلسنت کے فرقون مین ایسا بُعد ہے کہ ایک فرقہ ایک چیز کو حلال کہتا ہے۔ دوسرا حرام۔ گویا شک مین ہین۔ یقینی علم کسی کو نہین۔ ایسے وقت مین ایک مصدق کی ضرورت ہے۔ جو سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کہدے اور جس کے ذریعے یقینی علم حاصل ہو۔ کہ خداوند تعالےٰ کی رضا کس امر پر ہے۔ وہ مصدق اور حکم وہی ہوسکتا ہے جس کے ہاتھ پر ایسے نشان ظاہر ہوئے جن سے ثابت ہوگیا کہ اس کا خاص تعلق ذات ربانی سے ہے۔

ان الظن لایغنی من الحق شیئاً۔ کسی مسئلہ متنازعہ فیہا کی نسبت پہلے نبی کے بعد روایات کی بنا پر فیصلہ ہونا مشکل ہے کیونکہ ہر فرقہ اپنے اپنے روایت مقبولہ پر زور دیتا ہے پس صاحب وحی مامور کی اتباع تمام قسم کے ظنون سے رہائی دیتی ہے کیونکہ اس کے حق پر ہونے پر حجۃ بینہ قائم ہوتی ہے۔

عن ذکرنا۔ ذکر یعنے قرآن۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔

لیجزی۔ بظاہر للہ ما فی السموات وما فی الارض۔ اس اگلی آیت کی وجہ نہین بن سکتا اصل بات یہ ہے کہ آسمان و زمین کی چیزین ہی ہین۔ جنکو دیکھ کر یا تو انسان اللہ کا فرمان بردار بنتا ہے یا نافرمان۔ گویا یہ چیزین ہدایت و گمراہی کا موجب ٹھہرتی ہین اور یہی چیزین ہین جو انسان کے دُکھ یا سکھ کا موجب بنتی ہین۔

کبائر۔ گناہون کے کچھ سلسلے ہوتے ہین۔ یعنے ایک بدی کرنے سے کرنی پڑتی ہے۔ جس پر یہ سلسلہ ختم ہو وہ کبیرہ ہے۔ مثلاً غیر محرم کو دیکھنا پھر رفتہ رفتہ بڑھتے بڑھتے ہی بدنظری زنا تک پہونچتی ہے پس یہ کبیرہ مؤمن کبائر سے اجتناب کرتا ہے کیونکہ اس تک بہت سے مرحلے ہوتا ہے ان مراحل مین عرصہ لگتا ہے اتنی مدت اگر کسی وقت بھی خشیت آ ہو تو وہ مؤمن کیسا۔ مؤمن کی شان تو یہ ہے۔ اذا مسہم طائف من تذکروا۔

الفواحش۔ کھلی کھلی بے حیائی۔ اس کے لئے کسی لمبے عرصہ کی ضرورت نہیں مؤمن اس سے بھی بچتا ہے۔ (الحیاء شعبۃ من الایمان)

الااللمم۔ آلودگی۔

مورخہ ۲۴ جون سنہ ۱۹۱۱ء

پارہ ۲۷۔ رکوع ۷۔ سورہ النجم رکوع ۳

افرءیت۔ جہان کہین آتا ہے اس کے یہ معنے کئے جاتے ہین تم بتلاؤ تو سہی۔

اکدیٰ۔ کنوان نکالتے وقت جب کوئی ایسا پتھر آجاوے کہ آگے کنوان نکل نہ سکے تو اسے اکدیٰ کہتے ہین یعنے روک رکھا۔

ابراھیم الذی وفیٰ۔ ابراہیم کی وفاداری دو جگہ اللہ تعالےٰ نے بیان فرمائی ہے ایک مقام پر فرمایا۔ اذ ابتلیٰ ابراھیم ربہ بکلمات فاتمھن۔ آپکو چند احکام دئے گئے۔ جنہین آپ نے پورا کردیا۔

(۲) دوسرا وہ مقام ہے۔ جہان پر آیا ہے۔ یٰبنیّ انی اریٰ فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تریٰ الیٰ فلما اسلما وتلہ للجبین۔ ونادینہ ان یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا۔ یعنے آپنے حسب ایماء الٰہی بیٹے کا گلا کاٹنے کی تیاری کرلی۔ اللہ تعالےٰ نے وحی سے روکدیا کہ تو نے پورا کر دیا۔

وازرۃ۔ یہ صیغہ صفت کا ہے اس کا موصوف نفس ہے اور اس کے معنے ہین اُٹھانیوالی جان

اُخریٰ۔ یہ بھی صیغہ صفت کا ہے موصوف اس کا مقدر ہے یعنے کوئی اٹھانیوالی جان۔ دوسری جان کا بوجھ نہ اُٹھائے گی۔

اضحک وابکی۔ اللہ تعالےٰ جس طرح دنیا مین ہنسنے اور رونے کا نظارہ دکہاتا ہے۔ وہی نظارہ قیامت مین بھی دکہائیگا او جزا سزا دیگا۔

تمنیٰ۔ ٹپکانا۔ ڈالنا۔ اقنیٰ۔ ایسی چیز کسی کو دینا جو ذخیرہ ہو۔

رب الشعریٰ۔ ایک ستارہ ہے اور یہ دو ہین۔ جو زیادہ روشن ہے۔ اسکی پوجا کرتے تھے فرمایا جسکی تم پوجا کرتے ہو۔ وہ بھی خدا نے ہی پیدا کیا ہے۔

والمؤتفکۃ۔ قوم لوط کی بستیان جو الٹائی گئی تھین ۔ تتماریٰ۔ مراء سے ہے جس کے معنے جھگڑا کرنے کے ہین۔ ازفت الآزفۃ۔ ازف کے معنے قریب کے ہین۔ آزفۃ قریب آنے والی۔ بتایا کہ وہ گھڑی اب قریب آگئی ہے ۔ کاشفۃ۔ دور کرنا یعنے وہ آئیگی۔ تو کوئی دور نہ کریگا۔ سامدون۔ سمد کے معنے تکبر کے ہین ۔

حضرت مولانا مولوی محمد سرور شاہ صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن مجید نوٹ

پارہ ستائیسوان

آغاز سورۃ القمر رکوع ۱ پارہ ۲۷ رکوع ۸

مورخہ ۲۶ جون ۱۱ء

اقتربت الساعة ۔ بعض باتین کسی قوم مین کسی امر کا نشان ہوتی ہین ۔ اور یہ بات ان مین شائع و ذائع ہوتی ہے ۔ مثلاً مہدی کے زمانہ مین کسوف خسوف گنواروں تک کو معلوم تھا ۔ گو وہ کسی آیت و حدیث کا پتہ نہ دے سکین ۔

(۲) باتین کرتے ہوئے رانون پر ہاتھ مارنا (۳) زبان مین کسی قدر لکنت اسی طور پر پہلی اُمتون مین بعض مامورین کی نسبت ایسی باتین مشہور تھین ۔ گو انکا نشان کتب سابقہ مین نہ ملتا ہو ۔ ہماری کتابون مین ایک واقعہ لکھا ہے ۔ کہ بیت المقدس کی فتح کے لئے جب حضرت عمر گئے ۔ تو مفسرین نے اپنی کتابون سے اس کا حلیہ ملایا اور یہ بھی کہ اس کے پیرہن پر کئی پیوند ہون گے حالانکہ تورات وغیرہ مین اس کا بیان ہرگز نہین ملتا ۔

عرب مین یہ بات مشہور تھی کہ ہماری قوم و مذہب مین ایک تنزل آنے والا ہے اور اس کا نشان یہ ہے ۔ کہ چاند پھٹ جائیگا ۔

اس پر ایک روایت ہے کہ آپ رات کے وقت چند مشرکین عرب کو سمجھا رہے تھے انھون نے کہا نشان بتاؤ ۔ اس وقت نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا دیکھو چاند پھٹ گیا یہ نشان ان کے درمیان مشہور تھا ۔

اب یہی اعتراضون کی بات کہ انشقاق قمر ممکن نہین ۔ دوم اس کا ثبوت کیا دونون غلط ہین ۔ ثبوت اس سے بڑھ کر کیا ہو کہ قرآن مجید مین سب یہود ۔ مشرکین عیسائی کے سامنے پکار کر کہہ دیا گیا ۔ کہ انشق القمر ۔ پھر اسی پر بس نہین کی بلکہ آگے فرمایا ۔ ۔ وان یروا آیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر (نشان دیکھ کر منہ پھیر لیتے اور اسے سحر قرار دیتے ہین) گویا دوسرون کو گواہ فرمایا ۔ اس سے ظاہر ہے ۔ کہ انشقاق قمر سے کسی کو انکار نہ تھا ۔ ہان وجہ مین بحث تھی ۔ وہ منسوب بہ سحر کرتے اور قرآن مجید اسے آیت النبی فرماتا ہے کہ سوائے حق کے کسی کو طاقت ہے ۔ کہ کسی امر کی نسبت ڈنکے کی چوٹ اعلان کر دے اور مخالفین کو چیلنج دے بلکہ ملامت ۔

باقی رہا یہ کہ سنت اللہ کے خلاف ہے ۔ نیچر کے خلاف ہے چاند پھٹنا ۔ تو نظام شمسی مین بڑا فرق آکر حادثہ ہوتا ۔ اس کا جواب یہ ہے ۔ کہ سنت اللہ کا احاطہ ایک محدود عقل و تجربہ والا انسان نہین کرسکتا کیون کہ بعض واقعات ہزار سال بعض پانچ ہزار سال کے بعد پیش آتے ہین ۔

سائنس والے تو ابھی تک صرف انسان کے اندر جو کچھ ہے اس کا پورا پورا علم بھی حاصل نہین کر سکے ۔ (ب) نظام شمسی مین کیا فرق آنا تھا ۔ درحقیقت روایات کے مبالغہ سے ایسی غلط فہمیان پیدا ہوئی ہین ۔ دیکھئے کسوف خسوف غیر معمولی تاریخون مین پھر ماہ رمضان مین ایک قانون کی ماتحت ہوا ۔ مگر قبل از وقوع ایک اعجوبہ تھا حضرت موسےٰ سمندر سے گزرے ۔ جو آندھی کی وجہ سے ایک طرف چڑھ رہا تھا اور آپ ایسے وقت پہنچے ۔ کہ پانی ہٹ گیا اور فرعون ایسے وقت کہ پانی بڑھ گیا ۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جنگ بدر مین ریت کی مٹھی پھینکی ۔ اور وہ سب کفار کی آنکھون مین پڑی ۔ کیون کہ ہوا آندھی کے طور پر دشمن کی طرف چل رہی تھی اور مٹھی پھینکنے کے ساتھ ہی ریت اُڑ اُڑ کر ان کی آنکھون مین پڑنے لگی ۔ پس معجزہ تو یہی ہے ۔ کہ پہلے پیشگوئی کی گئی کہ اللہ اپنے بندے کی نصرت کرے گا ۔ اور مخالفین کو ہلاک ۔ پس کیا یہ ممکن نہین ۔ کہ چاند کے آگے ایسا جرم آجائے کہ چاند دو حصے نظر آئے ۔ اور آپ نے اعلام الٰہی سے ایسے وقت مین اشارہ کیا کہ قانون قدرت کے مطابق چاند دو ٹکڑے ہو رہا تھا بعض زلزلے ایسے آئے ہین کہ ایک جگہ مین زمین پھٹی ہے اور دوسرے مین ایسی ملی ہے کہ پھر پتہ نہین لگا ۔ تو کیا چاند مین ایسا ہونا محال ہے ۔

کل امر مستقر ۔ ہر امر کے لئے موقع و محل ہے اور ہر ایک امر ایک مدت کے اندر ہے پس عذاب اپنے وقت پر آویگا ۔ جو اس قوم کو تباہ کرے گا اور اس کا نشان انشقاق قمر ظاہر ہو چکا ۔

حکمة بالغة ۔ پختہ بات جو حد کمال کو پہنچی ہوئی ہو ۔ یعنے جن پر فرد جرم لگ چکا ہو ۔ جو کفر و عناد کے اس درجہ تک پہنچ گئے ہون وہ نشانون سے فائدہ نہین اٹھاتے

شئ نکر ۔ جسے آدمی جانتا نہ ہو اس کے دیکھنے سے گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے

هذا یوم عسر ۔ ٹڈی دل کی طرح منتشر ہونا اور قبرون سے نکلکر بلانیوالے کی طرف دوڑنا ۔ یہ قیامت ہی مین ہوگا مگر دنیا مین ایسی باتون کا نظارہ دکھایا جاتا ہے ۔ پس اجداث سے مراد اس صورت مین وہ گھر ہین ۔ جو تباہی کے وقت ان کے لئے بمنزلہ قبرون کے ہین ان سے نکلکر وہ اپنے بلانے والے کے پاس جائین گے اور اقرار کرین گے کہ یہ یوم عسر ہے ۔

چنانچہ مثال مین بعض قومون کا حال بیان کرتا ہے کہ یہ دن دنیا مین ان پر کیسے آیا ۔

فجرنا الارض عیونا ۔ اس کے چشمے پھاڑ دئے ۔

دسر ۔ بادبان ۔ اصل معنے اس کے دفع کرنے اور زور سے دھکیلنے کے ہین چونکہ بادبان کشتی کو دھکیلتے ہین اسلئے بادبان پر اس کا اطلاق ہوا (۲) ان میخون کو بھی کہتے ہین ۔ جن سے کشتی کے اجزا کو جوڑا جاتا ہے ان رسون کو بھی کہتے ہین جن سے کشتی باندھتے ہین ۔

دسر ۔ اس اونٹنی کو کہتے ہیں ۔ جو بہت تیز رفتار ہو۔

صرصراً ۔ صرصر کہتے ہیں چیخ کو ۔ جو ہوا تیز چلتی ہے اسکی رفتار سے ایک آواز نکلتی ہے

یوم نحس ۔ یہ اس قوم کے لئے میلہ وعید کے دن تھے جسے وہ مبارک سمجھتے اس لئے فرمایا کہ تم جنہیں بابرکت سمجھے وہی منحوس ثابت ہوئے۔

مستمر ۔ ہواپے در پے چلنے والی۔

منقعر ۔ کھو کھلے جڑ سے کٹے ہوئے۔

مورخہ ۲۷ جون سنہ ۱۹۱۱ء

پارہ ۲۷ رکوع ۹ ۔ سورۃ القمر رکوع ۲

كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ ۔ اگر نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی نبی نے نہ آنا ہوتا ۔ تو پھر انبیاء اور ان کے مخالفین کے انجام کے ذکر کی کیا ضرورت تھی کوئی بھی سورۃ خالی جاتی ہے جس میں انبیاء اور ان مخالفین کی ہلاکت کا بیان نہ ہو۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ نبی اکرمؐ کے بعد یہ سلسلہ جاری ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ نبی آپ کی مُہر سے بطور آپؐ کے ظل کے آئیگا۔

أَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهُ ۔ امام ایک ہی ہونا چاہیئے تاکہ وحدت قائم رہے اس زمانے میں بھی ایسے لوگ ہیں جو "ایک" کی اطاعت کو گمراہی اور مصیبت کا موجب سمجھتے ہیں حالانکہ یہ بات غلط ہے ایسے خیالات کے لوگوں کے لئے یہ آیت غور طلب ہے ۔ خدا جسے خلیفہ مقرر کرتا ہے اسے اپنی جناب سے مؤید و منصور کرتا ہے خدا اسے ایسی غلطی میں نہیں ڈالتا جس سے قوم تباہ ہو ۔ شوریٰ اس لئے نہیں ہوتا کہ وہ بالضرور اس کی اتباع کرے بلکہ وزراء کی رائیں ۔ اس کی بمنزلہ آئینہ کے ہوتی ہیں کہ انہیں اپنی رائے کا حسن و قبح دیکھے۔

اشر ۔ اکڑباز ۔ متکبر۔

سيعلمون ۔ ضرور جان لیں گے ۔ س یہاں تاکید کے لئے ہے۔

غداً ۔ نہ صرف بروز قیامت بلکہ اسی دنیا میں یہ امتیاز ہوگا ۔ چنانچہ آگے فرماتا ہے۔

فتنة لهم ۔ فتنہ کندن کرنے کو بھی کہتے ہیں ۔ (۲) مصیبت میں پڑ جانا ۔ (۳) ابتلاء یعنے ایسی چیز جس سے انسان کی مخفی حالت ظاہر ہو جائے ۔ پس وہ اونٹنی ان کی مخفی حالت کو ظاہر کرے گی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ کہتے ہیں ہم اچھے ہیں اور یہ کذاب اشر مگر اسی اونٹنی کے ذریعے کھل جائے گا کہ کذاب اشر یہ خود ہیں۔

قسمة بينهم ۔ مفسرین تو کہتے ہیں کہ ایک دن اور لوگ پانی پیئیں ایک دن اونٹنی مگر یہ غلط ہے ۔ کیونکہ بينهم و بين الناقة ۔ نہیں فرمایا ۔ پس مراد یہ ہے کہ اوروں کے لئے تو باری مقرر ہے مگر اونٹنی اس قسم کی باری سے مستثنیٰ ہوگی ۔ كل شرب محتضر ۔ سے بھی یہی مراد ہے کہ خواہ کونسی باری ہو ۔ یہ اونٹنی حاضر ہونے کی مجاز ہے۔

صاحبهم ۔ کہتے ہیں اونٹنی کی کونچیں کاٹنے والا قیدار نام ایک شخص تھا مگر کرے ایک اور ہلاک ہو ساری قوم ۔ یہ عدل الٰہی سے بعید ہے ۔ صاحبهم ۔ کہ وہ اوروں کے مشورے اور صلاح سے گیا ۔ پھر تعاطی آیا ہے جس کے ۔ دوسروں سے ہتھیار لیا اور اس نے کونچیں کاٹ دیں ۔

عقر ۔ مطلق زخم کو بھی کہتے ہیں اس رگ کے کاٹنے کو بھی کہتے بعد جانور چل نہ سکے۔

یاد رہے کہ معجزہ اس بات کا نام نہیں کہ وہ سائنس ۔ عقل ۔ تجربہ ۔ شواہد کے خلاف ہی ہو بلکہ وہ ایک امر ہے جس سے خدا تعالےٰ کی قدرت اور اس نبی کے اللہ سے خاص تعلقات اور دشمنوں کے اس کے مقابل پر عاجز رہ جانے کا ظہور ہو۔

پس وہ اونٹنی نہ تو پتھر سے نکلی اور نہ اس میں وہ خصوصیات تھیں ۔ جو خواہ مخواہ لوگوں نے بڑھائی ہیں ۔ اونٹنی ناقۃ اللہ اسی لئے کہلائی کہ وہ صالح کی صداقت کا نشان ٹھہری ۔ کیونکہ آپ نے اس کے بارے میں علامت قرار دی کہ اسے دُکھ پہنچاؤ گے تو ۳ دن بعد تباہ ہو جاؤ گے۔

صيحة ۔ جو عذاب دفعتاً آ جاوے اسکو صیحہ بولتے ہیں۔

هشيم المحتظر ۔ حظيرة ۔ باڑ کو کہتے ہیں ۔ محتظر وہ جس کا باڑا ہو ۔ هشيم باڑ کے روندے ہوئے ٹکڑے۔

كذلك نجزي ۔ اس سے ظاہر ہے کہ اب بھی ایسا ہو سکتا ہے ۔ شکر گذاری شرط ہے۔

فتماروا ۔ جھگڑا کرنے لگے۔

۲۸ جون سنہ ۱۹۱۱ء

پارہ ۲۷ رکوع ۱۰ ۔ سورۃ القمر رکوع ۳

النذر ۔ ہمارے انذار یا ہمارے ڈرانیوالے۔

کفار کا قصہ بتاکر أكفاركم فرمایا ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مثیل موسیٰ تھے ۔ اسی سمجھایا کہ مشرکین عرب کا بھی وہی حال ہوگا ۔ جو فرعونیوں کا ہوا۔

منتصر ۔ بدلہ لینے والے ۔ عرب کی قوم میں بدلہ لینے کی بڑی عادت تھی اور اسی بات پر انکو ناز تھا۔

سيهزم الجمع ۔ یہ سورۃ مکی ہے اس کے بعد نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لے جاتے ہیں پہلے چھوٹے چھوٹے جنگ ہوئے ۔ آخر جنگ احزاب میں یہ پیشگوئی پوری ہوئی ۔ جسمیں تمام قومیں جمع ہو کر مقابلہ کے لئے آئیں مگر سب کی سب بھاگ گئیں ۔ کیا کوئی انسان عقلی قیاس سے ایسی پیشگوئی اس بے بسی کی حالت میں کر سکتا ہے۔

بقدر ۔ ہر امر اپنے وقت پر ہوتا ہے جو خدا کے علم میں موجود ہے ۔ پس ان کی ہلاکت کے متعلق جلدی نہ کرنی چاہیئے۔

اشياع ۔ شیعہ گروہ ۔ چونکہ ایک گروہ کے آدمی کسی نہ کسی بات میں شریک ہوتے ہیں ۔ پس اشیاعکم کے معنے ہوئے تمہارے جیسے لوگ۔

۔ پہلی قوموں کی تباہی کے وجوہات کتابوں میں موجود ہیں ۔ تمام سب وجہ تھی ۔

صدق ۔ عرب جو چیز اعلیٰ و مفید ہو اُسے صدق سے تعبیر کرتے ہیں ۔ معنے یہ ہیں ۔ کہ متقون اچھے مقامات پر ہوں گے ۔

سورۂ القمر کے نوٹ ختم ہوئے

آغاز سورہ الرحمٰن رکوع ۱ ۔ ۲۷ پارہ رکوع ۱۱

مورخہ ۲۹ رجب ۱۱ء

الرحمٰن ۔ اللہ تعالےٰ نے سب سے مزید ہماری جسمانی زندگی کے سامان بہم پہونچائے اسی طرح رُوحانی زندگی کے لئے قرآن مجید جیسا کلام نازل کیا ۔

علّم القرآن ۔ قرآن فرمانے میں یہ سمجھایا ۔ کہ یہ کتاب ہمیشہ پڑھی جاوے گی اور دست بُرد زمانہ سے محفوظ رہے گی ۔

خلق الانسان ۔ الانسان سے مراد یہاں میرے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ۔ آپ اکمل ترین انسان تھے ۔ اس لئے آپ کی پیدائش کا خصوصیت سے ذکر فرمایا ۔

علّمہ البیان ۔ آپؐ کے لئے اس کے مطالب واضح کر دئے ۔

الشمس والقمر ۔ چونکہ لوگوں نے اس نعمت عظمیٰ کی ناشکری کی اس لئے اور انعامات کا ذکر کر کے انہیں شرم دلاتا ہے اور ملزم بناتا ہے ۔ کہ کس کس نعمت کا انکار کرو گے اور جب عام فضلوں کی ناشکری کرتے ہیں ۔ تو اس خاص فضل کی ناشکری کوئی تعجب انگیز نہیں ۔

النجم ۔ ستارہ اور وہ بوٹی جو بیلدار ہو ۔ چونکہ الشجر کے ساتھ آیا ہے اس لئے دوسرے معنے لئے جاتے ہیں ۔

سورج و چاند سے فائدہ اٹھایا (چنانچہ درختوں کے پھل انہی سے پکتے ہیں) انہی کی پرستش شروع کر دی اور ان کے پیدا کرنے والے کی طرف توجہ نہ کی ۔

وضع المیزان ۔ ہر چیز کی حقیقت اور اس کی قدر معلوم کرنے کے لئے ایک میزان مقرر کی ہے اس سے کام نہیں لیتے ۔ ورنہ ہر شے سے اس کی قدر کے مطابق سلوک کرتے ایسا ہی ہر شے کا ایک اندازہ مقرر ہے ۔ جب اس سے کم و بیش کریں تو فساد پڑتا ہے ۔ میزان سے مراد ترازو نہیں بلکہ وہ جس سے اندازہ ہو سکے ۔ پس اقیموا الوزن اور لا تخسروا المیزان ۔ صرف تولنے کے متعلق ہی ہدایت نہیں بلکہ ہر امر کے متعلق ہے ۔

الاکمام ۔ کُم کے معنے آستین ہیں ۔ کھجور کے خوشوں پر ایک غلاف ہوتا ہے اس کا نام بھی ہے ۔ اکمام کا اطلاق خوشوں پر بھی ہو جاتا ہے ۔

ذو العصف ۔ عصف کے لفظی معنے اُڑانا ۔ اڑائی ہوئی چیز ۔ اس حصے کا نام ہے ۔ جو ہوا کے ساتھ غلّہ سے الگ کیا اور اڑایا جاتا ہے ۔

والریحان ۔ خوشی کی موجب چیزیں ۔ خوشبو ۔

فبای الاء ربکما تکذّبٰن ۔ یہاں تثنیہ آیا ہے ۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ جن و انس مخاطب ہیں اس پر دو سوال ہو سکتے ہیں ۔ کیا قرآن مجید کا یہ طرز ہے کہ وہ بصیغہ تثنیہ خطاب کیا کرتا ہے ۔ پس اس سورۃ میں اس نرالی طرز کی کوئی وجہ ہونی چاہیئے (۲) یہاں تو تکذیب کا ذکر ہو رہا ہے ۔ اور دوسری طرف انعامات کا اظہار ہے ۔ جو زیادہ تر انسانوں سے خاص ہیں ۔ ہم نہیں دیکھتے کہ جن کھیتی باڑی کرتے ہیں ۔ اصل بات تو یہ ہے ۔ کہ تفسیر معتبر تو وہ ہے ۔ جو خود قرآن مجید کرے یا جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بروایت صحیح مروی ہو ۔ یا لغت و قواعد عرب سے واضح ہو پس میرے نزدیک یہ تاکید کے لئے ہے ۔ جو محاورات عرب سے ثابت ہے ۔ چنانچہ سبعہ معلقہ میں ہے ۔

قفا نبك من ذكرى حبيب ومنزل ۔ عربوں کا یہ طرز ہے ۔ کہ جب کسی کو ملامت کرنا اور کسی بات کی طرف خصوصیت سے توجہ دلانا چاہیں تو تثنیہ کا صیغہ استعمال کرتے ہیں اور مخاطب جمع ہوتے ہیں ۔

مورخہ ۳ ۔ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء

بقیہ رکوع ۔ ۲۷ پارہ رکوع ۱۲ ۔ سورہ الرحمٰن رکوع ۲

من صلصال کالفخار ۔ لوگوں نے لفظی معنے لئے کہ بجنے والی مٹی ۔ اور پھر اصل مطلب سے دُور جا پڑے ۔ کیونکہ انسان کسی حالت میں بجنے والی مٹی کی طرح نہیں ہوتا ۔

اصل بات یہ ہے کہ برتن خاص مٹی سے بنتے ہیں پھر جوں جوں اچھے برتن ہیں وہ خاص خاص قسم کی مٹی سے بنتے ہیں پس اس میں بتایا کہ آدمی ایک خاص قسم کے سلالۃ طین سے بنا ہے ۔ صلصال سے بتایا ہے کہ اس کے اجزا میں اتصال ہے اور فخار سے یہ کہ وہ خاص الخاص مٹی ہے ۔

رب المشرقین ۔ صیفی و شتائی مطالع کے اعتبار سے فرمایا ۔

منہما ۔ مفسرین نے اس ہما پر بڑی بحث کی ہے ۔ بعضوں نے سمجھا ہے کہ لولو مرجان کھاری سمندر سے نکلتے ہیں ۔ انھوں نے من احدھما اس کا اصل سمجھا ہے ۔

وجہ ربك ۔ ایسی آیات کے معنے کرنے میں لیس کمثلہ شیء کو پیش نظر رکھنا چاہیئے ۔

اس پر مفسرین کو مشکل پیش آئی ہے کہ جب سب چیزیں فنا ہو جائیں گی ۔ تو پھر ایک وقت آئے گا کہ عرش فنا ہو ۔ عرش کے اُٹھانے والے فرشتے بھی ۔ پھر خداوند تعالےٰ کا مقام کہاں ہوگا ۔ ایسا ہی جنت دوزخ پہلے بنے ہوئے موجود ہیں ۔ تو جب سب کچھ فنا ہونا ہے ۔ تو جنت دوزخ بھی نہ ہوں گے ۔ آخر یہ چیزیں مستثنائی ہیں حالانکہ کوئی آیت قرآنی و حدیث رسول یزدانی اس پر شاہد نہیں یاد رکھو کہ حق بات پر کبھی اس قسم کا اعتراض نہیں ہو سکتا ۔ عرش ایسی چیز نہیں کہ وہ مخلوق ہے بلکہ استوا علی العرش ایک صفت ہے صفات باری تعالےٰ میں سے (۲) جنت دوزخ پہلے سے موجود نہیں بلکہ انسان ہی کے اعمال کے اظلال و آثار کا کام ہے ۔ جو اس وقت حقیقی طور پر مجسّم و متمثل ہوں گے ۔

کل یوم - ہر وقت - ہر لحظہ - یوم زمانے کا ایک حصّہ

ھو فی شان - اس کا مطلب یہ نہین - کہ بچپن سے بڑھاپا آتا ہے اور ناقص سے کامل ہوتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے - کہ خدائے تعالےٰ کی ذات مختلف اوقات مین اپنی نئی نئی تجلیان کرتی ہے۔

سنفرغ - یہ انسانی محاورہ کے مطابق فرمایا یہ بات ظاہر کرنا مقصود ہے۔ کہ جزا و سزا کے لئے ایک وقت معیّن ہے۔ اس وقت میں خاص توجہ فرمائین گے - دنیا مین اس کے فیض ربوبیت و رحمانیت سے کفار معاندین بھی حصہ لے رہے ہین اسواسطے سزا کے متعلق ٹھیک انکشاف نہین ہوتا۔ مگر ایک وقت پورے طور پر حقیقت منکشف ہوگی سزا کی خبر دینا یہ بھی احسان اور خدا تعالےٰ کا انعام ہے۔

مورخہ ۴ - جولائی سنہ ۱۹۱۱ء

(بقیہ رکوع ۲)

فبای آلاء ربکما تکذبٰن - تکرار فصیح کے کلام مین بغیر از حکمت بالغہ نہین ہوتا

شواظ من نار - شعلۂ بے دود - آگ سے۔

نحاس - مفسرین نے اس کے معنے کئے ہین - دھوان والا شعلہ - دراصل پتھر کے کوئلے گندہک تانبے کی آگ بہت تیز ہوتی ہے۔

ایسی آیات کے آگے فبای آلاء ربکما کا ربط بہت غور سے معلوم ہو سکتا ہے۔ پہلے فرمایا تم بھاگ نہین سکتے۔ پھر بتایا کہ یہ نہ سمجھو آسمان پھٹنے سے تم نکل جاؤگے کیونکہ وہ وردۃ کالدھان ہوگا۔ ایسی سخت حالت سے صرف قرآن مجید ہی ذریعۂ نجات ہے۔ پس تم کس کس نعمت کا انکار کروگے۔

لا یسئل عن ذنبہ - بعض مقامات پر آیا ہے کہ سوال کیا جاوے گا۔ ایسی آیات مین دراصل اختلاف نہین کیونکہ لا یسئل کی وجہ بتادی کہ وہ علامتون سے پہچانے جائینگے سوال دو قسم ہے۔ ایک سوال بطور تہدید - ملزم ٹھہرانے کے لئے - یہ سوال تو ضرور ہوگا - دوسرا سوال مجرمین کی معرفت کے لئے ہے۔ سو اس کی ضرورت نہین کہ اپنی نشانیون سے پہچانے جائین گے۔

حمیم آن - گرم ابلتا ہوا۔

۵ - جولائی سنہ ۱۹۱۱ء

پارہ ۲۷ رکوع ۱۳ - سورہ الرحمان رکوع ۳

مقام ربہ - اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے۔

ذواتا - ذو کا تثنیہ ذوا - مؤنث ذواتا

زوجٰن - نر و مادہ - اچھا اور برا۔

وجنا الجنتین - اور دونون جنتون کے چیدہ پھل۔

ھل جزاء الاحسان الا الاحسان - رب کریم فرماتا ہے کہ ہمارے اتنے احسانات ہین تم پر - پس تمہین بھی احسان ہی کرنا چاہئیے جو یہ ہے - ان تعبد اللہ کانک تراہ (الحدیث) احسان کے معنے اخلاص بھی ہین - جس سے اللہ کی رضا مقصود ہو اور خالصاً لوجہ اللہ ہو۔

من دونھما جنتٰن - پہلے فرما چکا ہے - ولمن خاف مقام ربہ جنتٰن - پس چار ہوئے۔

حضرت اقدسؑ نے ایک مقام پر لکھا ہے کہ ایک جنت دنیا مین ملتا ہے ایک جنت برزخ قبر مین ہے - پھر روز حشر مین ایک جنت ہے - جو تاویل ہے - پھر ایک یوم الحساب کے بعد۔

خیرات - اچھی عادتون والی - عورتین ہون یا اور چیزین۔

لم یطمثھن - مطلب یہ کہ وہ پاکباز ہون گی - ولاجآن سے یہ مراد ہے کہ بدکار نہین - بلکہ بعض صلحاء کو تو خواب مین بھی شیطان نہین آتا اور وہ بچ جاتے ہین اور یہ اس مین صاحب حال ہون۔

سورۃ الرحمان کے نوٹ ختم ہوئے

آغاز سورۃ الواقعہ رکوع ۱ - پارہ ۲۷ رکوع ۱۴

۸ - جولائی سنہ ۱۹۱۱ء

یہ جو آخری سورتین ہین ان کا اکثر حصہ مکی ہے - اس وقت ابھی یہودیون اور عیسائیون سے مباحث نہ شروع ہوئے تھے بلکہ نظر بہ حالات موجودہ دو امور کی ضرورت تھی۔ مشرکین عرب خدا کو تو مانتے تھے۔ مگر اس کی صفات کے متعلق بہت غلطی مین اس واسطے ھؤلاء شفعاء نا عند اللہ اور ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی کہہ کر بتون کی پرستش کرتے - دوم - روز قیامت اور جزا و سزا کو نہ مانتے تھے اللہ تعالےٰ نے ان دونون کے متعلق بالدلائل بیان فرمایا اور یہ صرف قرآن مجید ہی ایک ایسی الہامی کتاب ہے کہ اپنے دعاوی کو بدلائل بیان فرماتی ہے۔ اور ان سورتون مین پیشگوئیون کی کثرت ہے۔ تا ان کا وقوع قیامت کے وقوع پر دلیل ٹھہرے۔

کاذبۃ - فاعل بمعنے مصدر - کذب

خافضۃ رافعۃ - اسمین پیشگوئی کردی کہ جو بڑے بڑے عالی جناب بیٹھے ہین پست کئے جاوین گے۔

اصحٰب المیمنۃ - یمن بمعنے برکت و سعادت (۲) یمین کے معنے دایان ہاتھ پس دونون معنے ہوئے سعادت والے - دہنی طرف والی - مشئمہ اس کے خلاف ما اصحٰب المیمنۃ - تعجب و حیرانی کے اظہار کے واسطے یہ اسلوب عبارت ہے۔

موضونۃ - وہری بنی ہوئی - سونے کی تارون جواہرات سے بنے ہوئے۔

مخلدون - ہمیشہ اسی عمر مین رہنے والے - ایسے لڑکے جن کا ہمیشہ خدمتگار رہنا چاہا جائے۔

معین - بہنے والا چشمہ - مصفا پانی۔

عمر امیر

۶ - فرمایا - یہاں کی نہ تو زبان پسندیدہ ہے اعلیٰ - نہ باشندوں کی وضع قطع - مگر پھر بھی ممالک سے یہاں جمع ہو - یہ کس کی برکت ہے

اللہ کا نام لینے والے کی -

ـس دنیوی اعزاز کوئی چیز نہیں - دیکھو جہانگیر اکبر ـے بڑے بڑے بادشاہ گزرے ہیں - ان کے سادہ لیئے جاتے ہیں - مگر انہی کے زمانہ میں جو خدا کے پیارے بندے گزرے ہیں - انکے نام کیساتھ حضرت اور علیہ الرحمۃ لگایا جاتا ہے یہ کس لیئے ہے - اسلیئے کہ وہ خدا کے ہوگئے -

۲۵ - جون ۱۹۱۱ء - فرمایا - اللہ تعالیٰ کا واثر درکس ایسا وسیع ہے - کہ سارے جہان کو وقت پر پانی دیتا ہے - فرمایا - آدمی مٹی سے بنا ہے - مگر ناک کی بجائے اگر مٹی کا ٹکڑا رکھدیں - تو کیا وہ کام دیگا - من صلصال من حمإ مسنون فرمایا - یعنی خلاصہ درخلاصہ درست کئے ہوئے کیچڑ سے -

فرمایا - ابلیس کا گروہ وہ ہے - جو حق و باطل میں التباس واقع ہو

فرمایا اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابل میں دلائل گھڑنیوالے ہمیشہ ناکام رہتے ہیں -

فرمایا - آدم اور ابلیس کے بیان سے یہ نصیحت لینی چاہیئے کہ جن کے پاس خدا کا کلام ہو - ان کی فرمانبرداری کی جائے اور جو فرمانبرداری نہیں کرتے - ان سے دور ہیں - کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی رحمت سے دور ہیں -

فرمایا - ایکدفعہ حضرت صاحب نے کسی آدمی کے بارے میں سنا - کہ اسے کسی نے کہا - تم جھوٹ بولتے ہو - تو وہ بہت ہی غضب میں آیا - فرمایا کیا اس نے عمر بھر میں کبھی بھی جھوٹ نہیں بولا اسے چاہیئے تھا - خدا کا شکر ادا کرتا - کہ اتنی مدت ستاری کی -

فرمایا - عنادی وہ ہے - جو اپنی خواہشات کا تابع ہوجاوے

فرمایا - لوگ روپیہ کے معاملے میں احتیاط نہیں کرتے - بس کہیں سے مال ملجائے - اسے شوق سے بلاخدشہ استعمال کرتے ہیں - ناجائز کمائی سے برکت نہیں رہتی -

بعض کھانے ایسے ہوتے ہیں - کہ انکے کھانے سے غفلت پیدا ہوتی ہے - نماز کی لذت نہیں رہتی - بعض لباس ایسے ہیں - کہ انکے پہننے سے غفلت و سستی گھیر لیتی ہے مومن کو ایسی خوراک ایسی پوشاک سے بچنا چاہیئے - انبیاء نہایت سادہ خوراک بہت سادہ پوشاک رکھتے تھے -

فرمایا - دوزخ کے سات دروازے خدا نے فرمائے ہیں - میرا مذہب اس بارے میں یہی ہے - کہ اللہ اعلم - بعض صوفیاء نے لکھا ہے کہ انسان دو آنکھوں سے گناہ کرتا ہے - دو کانوں سے منہ سے اور دو پاؤں اور ایک شرمگاہ - بس یہی دروازے ہیں - جنکے ذریعہ انسان جہنم میں داخل ہوتا ہے -

فرمایا - میرے چار لڑکے ہیں - دو لڑکیاں دو ہم ہیں - کچھ سے زیادہ گھر کے آدمی ہیں - مگر مجھے اس بات کا وہم بھی نہیں اٹھا - کہ میرے بعد یہ کیا کھا ئینگے - اللہ تعالیٰ رازق ہے - اسی کی ذات پر بھروسہ ہے - یہ بات میں نے بڑائی کے لیئے نہیں کی - بلکہ اس کے فضل کا اظہار ہے

۲۶ جون ۱۹۱۱ء فرمایا - متقی - سکھ میں رہتا ہے - اور دکھ ہمیشہ کسی گناہ کے باعث آتا ہے -

فرمایا - متقیوں کیواسطے ضروری ہے - کہ کسی دوسرے بھائی کے لیئے کینہ رنج غضب نہ ہو - ونزعنا ما فی صدورھم من غل -

فرمایا - قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے تمام بادشاہتوں - دولتوں اور ملکوں اور دنیاوی ساز و سامان کو ایک طرف رکھا ہے - اور سورہ فاتحہ و قرآن عظیم کو ایک طرف اور ارشاد کیا ہے - کہ احمد کے مقابلہ میں سارے جہان کو آنکھ اٹھاکر بھی نہ دیکھ - غور کرنیکا مقام ہے -

الحمد ایک طرف ہے اور کل دنیا کا جاہ و جلال ایک طرف پس تم اس نعمت عظمیٰ کی قدر کرو -

یہ بات اس آیت سے ظاہر ہے - ولقد آتیناک سبعا من المثانی و القرآن العظیم - لا تمدن عینیک الی ما متعنا بہ ازواجا منہم ولا تحزن علیہم -

ہمارے حضرت صاحب نے الحمد کی کئی تفسیریں لکھی ہیں - شیخ ابن عربی لکھتے ہیں - کہ جتنی بار الحمد پڑھتا ہوں نئے ہی علوم کھلے ہیں - مینے ایک دفعہ ناسمجھ میں وعظ کرتے ہوئے معلوم کیا - کہ صرف الحمد سے تمام مذاہب باطلہ کا رد ہو سکتا ہے

فرمایا - فصحاء کے کلام میں ایک ایسا جامع لفظ لایا جاتا ہے - جو کئی پہلوؤں کو شامل ہوتا ہے - مثلاً قرآن مجید میں دابر آیا ہے - دابر کہتے ہیں - مدبر اور اول اور آخر کو یہاں سب معنے مراد ہیں -

فرمایا - کما انزلنا علی المقتسمین میں مقتسمین کے کئی معنے ہیں -

بعض مسلمان ایسے ہیں - کہ بعض حصہ قرآن پر ایمان لاتے ہیں - بعض سے انکار مثلاً نماز پڑھینگے - مگر عورتوں کو حصہ دینے کے متعلق اگر کہا جائے - تو کہتے ہیں - ہمارا رواج نہیں -

ایسا ہی بعض کفار ہیں - وہ بھی قرآن کا کچھ حصہ مانتے ہیں مثلاً سچ بولنا - جھوٹ کو برا جاننا - چوری نہ کرنا - زنا نہ کرنا

(۲) وہ لوگ جنہوں نے قتل النبی کی قسمیں کھائیں - (۳) جنہوں نے رستے بانٹ رکھے ہیں - کہ آنے جانیوالے کو جناب نبوی سے منع کرینگے (۴) وہ لوگ جو سیدھی سادی بات میں چھیڑ کی راہ نکال لیتے ہیں تاکہ قوم کے دو فریق ہوجائیں - ایسے لوگ بہت فتنہ انگیز ہوتے ہیں - فرمایا - بعض احمدی مخالفین کی شرارتوں سے گھبرا جاتے ہیں - انہیں چاہیئے - کہ صبر سے کام لیں - اور تسبیح و تحمید اور عبادت الٰہی بالخصوص سجدوں میں پڑ پڑ کے دعائیں کرنے میں لگے رہیں -

یہ بات اس آیت سے استنباط کی ہے - لقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون - فسبح بحمد ربک و کن من الساجدین ط

فرمایا - نافرمانی نہ کرو - تفرقہ نہ ڈالو - گلہ اور گستاخیاں چھوڑ دو - استغفار - لاحول تسبیح تحمید اپنا ورد بناؤ -

۲۸ - جون ۱۹۱۱ء - فرمایا - قرآن مجید کے محاورے میں روح سے مراد کلام الٰہی ہے - زندہ وہی ہے جو کلام الٰہی کو زندہ ہے - باقی سب لوگ مردے ہیں -

فرمایا - معبود کے لیئے تین باتوں کا **ہونا ضروری ہے**

(۱) اس کا حکم مانا جائے - کامل محبت اس سے ہو ایسی محبت اور کسی سے نہ ہو - کامل تعظیم - ایسی تعظیم اور کسی کی نہ ہو - کامل تذلل اسکے حضور میں کیا جائے -

فرمایا - مومن کو چاہیئے - کہ خدا تعالیٰ کے علم و قدرت دو جہانوں کا مطالعہ بہت کرے - تا فرمانبرداری اور ایمان میں ترقی ہو

فرمایا - تمام معبودان باطل میں دیکھو - خدا کے پایہ کی کوئی چیز نہیں - بلکہ انسان جو اشرف المخلوقات ہے اسے بھی اسی معبود حق نے پیدا کیا ہے -

فرمایا - یخلق ما لا تعلمون میں ۱۳۰۰ سو برس پہلے بعض نئی سواریوں کی پیشگوئی موجود ہے - اور آج ہم بگھیاں موٹر کار ہوائی جہاز ریل دیکھ رہے ہیں -

فرمایا وعلی اللہ قصد السبیل کے معنے میں خدا تک پہنچنے کے لیئے وہ راہ کام آئیگی - جو میانہ روی کی ہے -

بہت کھانا بھی منع - اور بالکل نہ کھانا بھی ٹھیک نہیں - ہر وقت خوراک پوشاک مکان کی فکر منع ہے - اور ننگے رہنا مکان کا بالکل فکر نہ کرنا یہ بھی درست نہیں - ہر چیز میں میانہ روی اختیار کرو -

مال کی محبت میں اولاد کی محبت میں کھانے کی محبت میں بعض دعداوت میں لوگ بڑھ جاتے ہیں - میانہ روی چاہیئے

ڈاک ولائت

انجیل فتح بر صلیب

اکثر احباب کو معلوم ہے کہ میں نے بہت تلاش اور محنت سے امریکہ سے ایک نئی انجیل منگوائی تھی یہ انجیل مصر کے ... عیسائی عبادت گاہ کے کتب خانہ سے نکلی تھی اور پندرہ سو سال ہوئے کہ لاطینی زبان میں ترجمہ ہوئی مگر وہ نسخہ ترجمہ بھی قلمی تھا۔ پھر کسی جرمن نے لاطینی سے انگریزی میں اسے ترجمہ کیا۔ مگر اسوقت پادریوں کا بہت زور تھا۔ اور فوراً اس کتاب کو دبانے اور جلانے اور نابود کرنے کی کوشش کی گئی اور ایسی سخت کوشش کی گئی کہ سرکاری رجسٹرار کتب کے دفتر میں جو کتاب تھی اس کو بھی تلف کر دیا گیا اور اس کے تلف کرنے کے لئے سرکار سے بھی امداد لی گئی اور ڈھونڈ ڈھونڈ کر اس کے نسخے تباہ کئے گئے۔ مگر حکمت الٰہیہ سے ایک نسخہ کسی جرمن کے گھر میں مخفی رہ گیا اور کسی کو خبر نہ ہوئی اور اس کے کتب خانہ میں نسلاً بعد نسلاً بند پڑا رہا اس شخص کی اولاد آجکل امریکہ میں ہے۔ چونکہ اب امریکہ میں مذہبی آزادی بہت ہے۔ اس واسطے اس کتاب کی خبر رفتہ رفتہ چند آدمیوں تک پہونچ گئی۔ اور ہوتے ہوتے اس کو پھر چھاپ دیا گیا ہے۔ اس نسخہ میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کے صلیب سے بچ کر اتر آنے کا جو واقعہ لکھا ہے وہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے جب میں نے پہلے پہل اس کتاب کو ظاہر کیا تھا۔ تو بہت سے دوستوں نے اس کے منگوا دینے کی خواہش کی تھی۔ لیکن بلحاظ چند در چند وجوہ اس کا منگوانا معرضِ التوا میں پڑتا گیا۔ سفر الف سید میں میں اس کتاب کو اپنے ساتھ لے گیا تھا اور منٹگمری بھاگلپور الٰہ آباد وغیرہ مقامات میں جہاں کہیں میں نے اس کو پیش کیا۔ اس کا بہت ہی نیک اثر ہوا۔ اور اکثر لوگوں نے خواہش کی۔ کہ ہمیں منگوا دو۔ اور اس بات کو دیکھ کر کہ اس کتاب کو پیش کرنے سے

صلیب پرستی پر کیسی ہلاکت وارد ہوتی ہے

میں نے پختہ ارادہ کیا۔ کہ اس کتاب کے بہت سے نسخے منگوا کر ہندوستان کے مختلف حصوں میں پھیلا دیئے جائیں۔ بہت سے دوستوں نے اسکی خریداری کو منظور کیا اور میں نے اس کتاب کے متعدد نسخے منگوا کر احباب کی امداد سے ہندوستان کے مختلف حصوں میں بھیجا۔ اور بہت سے کتب خانوں میں رکھوائے ہیں۔

میں اُن احباب کا بہت ہی مشکور ہوں جنھوں نے اس اشاعت کے متعلق جو مجھ کو اشتیاق تھا۔ اس کے پورا کرنے میں میری امداد کی خود ان نسخوں کو خرید کیا۔ دوسروں کو تحریک کی۔ اور لائبریریوں میں رکھوائے۔ اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر دے۔ میں ان کرم دوستوں کی اس توجہ کا ممنون ہوں۔ اور اس کے شکریہ میں ان سب دوستوں کیواسطے جنھوں نے مجھے اس کتاب کے خریدنے اور بھیجنے میں مدد دی میں نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی خدمت میں نماز تہجد کیوقت نام بنام دعا کی تحریک کی تھی کیونکہ اُن دنوں میں جب کہ یہ کتاب آئی تھی مجھے ایسا موقعہ حاصل تھا۔ اور مختلف راتوں میں تھوڑا تھوڑا کر کے سب کے نام میں نے پیش کئے۔ اور ان کیواسطے دینی اور دنیوی حسنات طلب کیں۔

یسوعی صاحبان کہتے ہیں کہ یسوع نے مر کر اور تیسرے دن پھر زندہ ہو کر موت اور صلیب پر فتح پائی۔ حالانکہ یہ فتح نہیں۔ بلکہ صاف شکست ہے جو شخص ایکدفعہ صلیب پر مر گیا۔ اس پر موت اور صلیب ہر دو نے فتح پائی۔ باقی رہا مر کر پھر زندہ ہونا۔ سو اگر یہ فرضاً مان بھی لیا جائے۔ تب بھی کوئی فتح نہیں۔ کیونکہ مرنے کے بعد تو ایک دفعہ پھر سب زندہ ہونے ہی والے ہیں۔ کوئی دیر میں ہوا یا جلدی ہوا ہاں اس اصل پرانی انجیل نے جو اب ظاہر ہوئی ہے۔ ثابت کر دیا ہے کہ حضرت عیسٰیؑ نے صلیبی موت پر فتح پائی تھی کیونکہ وہ صلیب پر نہ مرے تھے۔ بلکہ حالت بیہوشی میں اترے۔ اور آخر قضاء الٰہی سے وفات پائی۔ کیونکہ موت سب انسانوں کیواسطے مقدر ہے

یسوع پر الزام لگایا گیا۔ کہ سلطنت کا دشمن ہے .. صفحہ ۲۹

یہ انجیل اصل میں عبرانی زبان میں تھی اس واسطے سب سے زیادہ قابل اعتبار ہے۔ صادق) .. .. .. صفحہ ۳۱

یسوع فرقہ عیسیان تمام آسیر میں داخل تھا۔ جو شادی نہ کرتے تھے۔ .. .. صفحہ ۵۲

غلط خبروں کے ازالہ کیواسطے یہ انجیل لکھی گئی۔ .. صفحہ ۶۵

حواریوں کو محسوس ہوا کہ یسوع مرا نہیں .. صفحہ ۶۸

تجویز کیگئی کہ ہڈیاں نہ توڑی جاویں تاکہ جان بچ رہے۔ ″ ۹۸

یوسف آرمتی نے دوسروں کو آہستہ کہا۔ کہ یسوع مرا نہیں ″ ۱۰۳

زخموں پر مرہم لگائی گئی (مرہم عیسیٰ صادق)

قبر کی غار میں دھونی دیگئی .. .. ..

سفید لباس بھائی کو پہاڑ سے اترتے

یسوع کو ہوش آگئی۔ .. .. ..

دوبارہ کمزوری اور بیہوشی .. ..

دوستوں نے صلاح دی کہ ایسا ہی مشہور ہو کہ مر گیا۔ تاکہ دوبارہ گرفتاری نہ ہو .. ..

یسوع حمس کو چلا گیا .. ..

یہودیوں میں اختلاف ہوا کہ وہ مر گیا تھا۔ زندہ ہو گیا

یسوع سب سے الگ اکیلا چلا گیا .. .. ..

یسوع شہر کے اس دروازے سے نکلا جہاں سے وادی یوز آسف کو راستہ جاتا ہے (غالباً اشارہ ملک کشمیر کی طرف ہے۔ صادق) .. .. صفحہ ۱۲۳

یسوع پہاڑ پر چڑھ کر بادل میں غائب ہو گیا (اسی سے استعارۃً آسمان پر چڑھنا مراد لیا گیا ہے۔ صادق) صفحہ ۱۳۴

فوت ہو گئے (کہیں فوت ہو کر پہ اپنی موت تو مرے صادق) ۱۳۱

صلیب پر غشی کا باعث کیا تھا .. .. صفحہ ۱۲۳

دلائل نجات از صلیبی موت ۱۴۴

اس کتاب کا اردو ترجمہ میاں معراج الدین عمر صاحب نے کیا ہے۔ اور وہ اس کے چھپوانیکا انتظام کر رہے ہیں۔

کھڑکی دار لفافہ

امریکہ کی ٹرینسو پیپر کمپنی

Transo Paper Company
148 E Di.m. st Chicag..

نے ایک کھڑکی دار لفافہ ایجاد کیا ہے لفافہ کے ایک حصہ کو مصالحہ لگا کر سوتی کپڑے کی طرح شفاف کر دیا ہے۔ پتہ جو چٹھی پر اندر لکھا ہوا ہو۔ وہ لفافہ میں سے صاف نظر آجاتا ہے اور لفافہ کے اوپر پتہ لکھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اور راستہ میں نمی وغیرہ کسی وجہ سے پتہ کے مٹ جانے کا خوف نہیں رہتا۔ اندر کا پتہ اصل چٹھی پر محفوظ رہنے کیوجہ سے زیادہ کارآمد ہوتا ہے ان لفافوں کی قیمت للعہ فی ہزار ہے۔

استدعاء دعا شیخ عبد الرحمٰن خلف شیخ نور الدین متوطن لاہور بیماری سے صحت کیلئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

درخواست جنازہ مسماۃ بھولاں بی بی جیون بی بی ساکن کوئی کا جنازہ غائب پڑھا جاوے۔

بقایا ادا فرماویں۔ جن احباب نے تاحال قیمت سنہ ۱۹۰۹ء ... ادا نہیں فرمائی وہ بہت جلد توجہ فرمادیں۔ — مینیجر

وت

ہنی بہار موت

بہی کے ہوتی ہے سر پہ سوار موت

بائے کوئی کہاں

ہیلائے جال بیٹھی ہے ہر سو ہزار موت

نے دم دیا

ایسی ہی دے کسی کو نہ پروردگار موت

ہے جب جانتا ہوں میں

مجھکو بہلا ڈراتی ہے کیوں بار بار موت

ریار میں بیخودسے ہو رہے

بے چین میں ادہر تو اُدہر بیقرار موت

میرے مصاب کو دیکھکر

شاید کہ ہوگئی ہے ذرا سوگوار موت

یں مرکے بہی زندہ رہینگے وہ

جتنا نکان ہو نکالے سنبھار موت

کا کشتہ بلا میں جناب

ڈرتا نہیں کبھی ہی ڈرائے ہزار موت

میں شدت لمبی کو دیکھکر

ہوتی ہے دل ہی دل میں بہت شرمسار موت

یار ہے کافر کو وصل نار

اخبار آخرت کا ہے نامہ نگار موت

ں ہے گر تو یہی ہے فقط بشیار

اسلام پر ہی دے مجھے پروردگار موت

ایک مولوی عجیب صورت نے پبلک لائبریری لکھنؤ میں کہ جو پہلے اس کوہٹی میں نواب واجد علیشاہ بہادر کو عجائب خانہ تہا۔ اور اب کتبخانہ عاجز سے دریافت کیا کہ مرزا غلام احمد صاحب کے نام پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لفظ کیوں استعمال کرتے ہیں۔

جواب کبیر:۔ اسلیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکو مسیح ابن مریم اور مسیح محمدی کا خطاب عطا فرمایا ہے ودیگر یہ کہ مولویوں نے اس لفظ کو زر (روپیہ) وغیرہ پر استعمال کیا یعنی کہنے لگے مبلغ علیہ السلام قورما علیہ السلام۔ تو ہنی اگر نبی مجدد پر بحکم تعالیٰ استعمال کیا۔ تو کیا گناہ ہوا۔ اس کو رسن کر مولوی ہنسا بہی اور غصے بہی ہونے لگا۔ بس عاجز امیر المومنین کی نصیحت کو یاد کرکے آہستہ آہستہ لاحول پڑھکر کہسک آیا۔ کبیر الدین احمد۔ احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ لکھنؤ

الرحلۃ الحجازیہ معروف بہ سفر نامہ حج اس نام کی کتاب تقطیع ۲۰×۲۹ صفحہ ۱۴۰ خوشخط چھپائی معمولی میری نظر سے گذری۔ اس میں حج کرنیوالوں کے لیئے ضروری ہدایات درج ہیں۔ میرے خیال میں ہر حاجی کے پاس اس کتاب کا ہونا انشاء اللہ مفید ہوگا۔ اور غیر حاجیوں کیواسطے اسکا پڑہنا موجب دلچسپی ہوگا۔ کتاب کے آخر پر حاجیوں کو اہل عرب کے ساتھ جو ضروری بات دچیت کرنی پڑتی ہے۔ وہ بھی مع ترجمہ درج ہے قیمت علاوہ محصولڈاک اُمراسے ایک روپیہ اور متوسطین سے ۸ے یہ کتاب مولوی حکیم حاجی محمد عبدالغفور صاحب ساکن موضع رمضان پور پرگنہ بہار۔ ضلع مونگہیر ڈاکخانہ برگجہ سے مل سکیگی۔

مرغوب القلوب اُردو مصنفہ حکیم عبدالغفور صاحب۔ اس کتاب میں کہانے پینے کی عام اور خاص اشیاء مثلاً گندم جو مکی بہنج کشنیز۔ مٹر آلو امرود انجیر آنولہ توری توت خربوزہ۔ کہجور۔ گوبھی گوشت گردہ مغز ہڈی مرغ ہہ ہرل چاچہ پنیر بالائی۔ زیرہ کیسر وغیرہ۔ غرض ہر ایک شے خوردنی نوشیدنی کے افعال و خواص فوائد و مضار نہایت محنت اور کوشش کیساتھ جمع کیئے گئے ہیں۔ نہ صرف اطباء بلکہ عوام کیواسطے بہی ان معلومات کا حاصل کرنا صحت کے واسطے ضروری ہے۔ ۲۰۸ صفحہ کی کتاب بہت خوشخط لکہی ہوئی اور عمدہ چھپی ہوئی ہے۔ قیمت فی نسخہ صرف ۱۲ر ہے ملنے کا پتہ ابوالمسرور حکیم محمد عبدالغفور صاحب بمقام رمضانپور ڈاکخانہ برگجہ ضلع مونگہیر۔ علاقہ بنگال

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل کتب بھی حکیم صاحب کے کتبخانہ سے مل سکتی ہیں۔ اسعاف حاشیۃ الانصاف فی مسئلۃ الاعتکاف عربی تحفۃ الحاج یعنی کیمواتق مسائل حج وعمرہ اردو تسہیل المنہج فی مناسک الحج عربی الحصن المامون لمن یقتدی بالصحابۃ فی امر الطاعون اردو زبدۃ المقاصد فی تاذین یوم الجمعۃ علی ابواب المساجد فارسی۔ شفاء المتمل فی مسئلۃ الطہر المتخلل العربی۔ صرف الماعون فی علاج الطاعون اردو کاشف الغوامض عن علاج الزحیر بالعوارض عربی مفید الاحناف اردو

تربیت اطفال یورپ کے مشہور فلاسفر لاک صاحب کے نام سے انگریزی خوان دنیا بخوبی واقف ہے یورپ کی بہت سی زبانوں میں اس فلاسفر کی کتاب متعلق تربیت اطفال ترجمہ ہوئی ہے اور قدر وعزت کی نگاہ سے دیکھی گئی ہے۔ اب مولوی محمد شجاع اللہ صاحب ایڈیٹر اخبار ملت لاہور نے اس کتاب کا اردو ترجمہ کرنا شروع کیا ہے۔ جسکا حصہ اول بقیمت ۸ر شایع ہوا ہے اور حصہ دوم زیر طبع ہے۔ ترجمہ سلیس عام فہم ہے امید ہے کہ ملک کے اہل علم اور بالخصوص صیغہ تعلیم مترجم کی محنت کی داد دینگے۔ کتاب دفتر اخبار ملت لاہور سے ملسکتی ہے۔

دائی مصنفہ جناب سلطان جہان بیگم صاحبہ۔ اس کتاب کے حصہ اول کو ہمنے دیکہا۔ عورتوں کے حالات صحت وعلالت کے متعلق بہت سے مفید معلومات سلیس اردو عبارت میں درج کئے گئے ہیں۔ زچگی کے تمام ضروری حالات کا ذکر حصہ اول میں درج ہے۔ قیمت ۸ر ملنے کا پتہ۔ **دہلی گزٹ ایجنسی دہلی**

نشترِ سخن نامی گرامی شعراء کے چوٹی کے اشعار کا مجموعہ بڑی محنت سے جمع کیا گیا۔ غزلیات قصائد قطعات رباعیات۔ سہرے مرثیئے وغیرہ اس طرح مختصر اور منتخب کرکے درج کیئے گئے ہیں۔ کہ مؤلف کی لیاقت اور مشقت کا خودبخود سارٹیفکیٹ بن رہی ہیں اصل غرض تواردو سے ہے۔ تاہم چند شعرائے فارسی کا بھی کلام درج کیاہے۔ شروع میں شاعری پر ایک محققانہ دیباچہ ہے اور ہر ایک شاعر کے مختصر حالات بہی درج کئے ہیں۔ یہ کتاب بہمہ وجوہ اپنے رنگ میں قابل قدر اور قابل تعریف ہے۔ لکہائی چھپائی کاغذ عمدہ ہے حجم ۲۷۸ صفحہ قیمت مبلغ عا۔ فی نسخہ ملنے کا پتہ دفتر اخبار الوقت گورکہپور

ترجمہ آموز فارسی حصہ اول ودوم مولفہ مولوی مفتی محمد عصمت اللہ صاحب مدرس گورنمنٹ ہائی سکول میرٹھ۔ فارسی سے اردو اور اردو سے فارسی بامحاورہ ترجمہ سکہانیکی پہلی کتاب اور دوسری کتاب۔ طرز جدید پر فارسی زبان کے جلد سیکہنے کے واسطے یہ کتاب بہت مفید ہے قواعد صرف ونحو کے ساتھ ساتھ مثالیں اور لغت وغیرا ایسا عمدہ سلسلہ وار کورس طیار کیا گیا ہے۔ کہ فارسی زبان کے شائقین تہوڑی عرصہ میں عمدہ فارسی سیکہہ سکتے ہیں قیمت حصہ اول ۵ر حصہ دوم ۴ر ہے مذکورہ بالا پتہ پر مولوی صاحب موصوف سے ملسکتی ہے۔

نغمہ روح جسکا دوسرا نام ہے۔ نعتیہ دیوان ثانی از نتیجہ افکار قاضی حاجی حافظ مولوی خلیل الدین حسن صاحب حافظ وکیل ومیونسپل کمشنر وممبر ڈسٹرکٹ بورڈ وآنریری مجسٹریٹ پیلی بہیت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں اور ہندوستان کے بعض بزرگان دین کے مناقب میں نظمیں ہیں۔ بعض غزلیں از روئے مبالغہ مشرکانہ رنگ اختیار کئے ہوئی ہیں قیمت فی نسخہ ۸ر ملنے کا پتہ۔ جناب سید احمد علی صاحب شرر محرر رجسٹری حضرت نظامی پریس۔ بدایون

نمازِ جمعہ کی ادائگی کیلئے میموریل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔
شہنشاہ جارج پنجم برطانیہ و قیصر ہند کے دربار تاجپوشی کا عظیم الشان دربار جو ۱۲۔ دسمبر کو ہندوستان کے شاہانِ اسلامی کے قدیم دارالخلافہ میں منعقد ہونیوالا ہے۔ وہ تاریخ ہندوستان میں ایک ایسا اہم واقعہ ہے کہ اس کے متعلق طبائع میں ایک عجیب ولولے پیدا ہو رہے ہیں۔ ہندوستان کو صدیوں بعد یہ عزت نصیب ہوگی۔ کہ اسکا شہنشاہ اس کے قدیم دارالخلافہ میں تخت نشین ہوگا اور شہنشاہ بھی ایسا کہ اپنی وسعتِ مملکت کے لحاظ سے نہ اس زمانہ میں اور نہ کسی پرانے زمانہ میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ پس یہ لازمی امر تھا کہ ایسے عظیم الشان اور مبارک موقعہ پر طرح طرح کی امنگیں طبائع میں پیدا ہوتیں۔ اور خصوصاً رعایا کے اس حصہ کے دلوں میں جو اپنے بادشاہ کی وفاداری کو اپنے مذہب کا ایک جزو سمجھتے ہیں+

اس مبارک موقعہ پر میں سلسلہ احمدیہ کا امام ہونیکی حیثیت سے ایک اہم امر کی طرف تمام مسلمانانِ ہند کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ سلطنت انگریزی نے جب سے ہندوستان میں قدم رکھا ہے۔ یہ زرین اصول ہمیشہ اپنے مدنظر رکھا ہے۔ کہ ہر قوم کو پوری مذہبی آزادی حاصل رہے۔ اور اپنے فرائض مذہبی کی ادائگی میں اسے کسی قسم کی رکاوٹ نہ ہو چنانچہ سب قومیں جو اس وسیع ملک میں آباد ہیں۔ اپنے اپنے مذہبی فرائض اور مذہبی رسوم کی آدائگی میں ایسی ہی آزاد ہیں جیسے کہ وہ اپنے اپنے ہم مذہبوں کی حکومت کے نیچے ہوتیں گورنمنٹ انگریزی کا نہ کبھی یہ منشا ہوا۔ اور نہ ہی ہوسکتا ہے۔ کہ کسی قوم کو بلا وجہ اس کے کسی مذہبی فرائض کی ادائگی سے روکا جاوے۔ یا ایسے اسباب پیدا کئے جاویں جن سے ایسی ادائگی میں کسی قسم کی رکاوٹ واقع ہو۔ ہاں اگر کسی قوم کو کوئی ایسی تکلیف محسوس ہو تو گورنمنٹ کو اسکی اطلاع دینا یا اس کی طرف متوجہ کرنا یہ خود اس قوم کا فرض ہے اہل اسلام سلطنت انگریزی کی ان برکات سے ہر طرح سے فائدہ اٹھا رہے ہیں لیکن ایک امر ابھی تک ایسا ہے کہ اسکی طرف گورنمنٹ کو پورے زور سے توجہ نہیں دلائی گئی۔ اور مسلمانوں کو قیصر ہند کے ہندوستان میں تاجپوشی کے مبارک موقعہ سے بڑھکر بہتر موقعہ اس غرض کے لیئے پھر میسر آنا مشکل ہوگا۔

جمعہ کا دن اسلام میں ایک نہایت مبارک دن ہے اور یہ مسلمانوں کی ایک عید ہے۔ بلکہ اس عید کی فرضیت پر جسقدر زور اسلام میں دیا گیا ہے ان دو بڑی عیدوں پر بھی زور نہیں دیا گیا۔ جنکو سب خاص و عام جانتے ہیں۔ کیونکہ یہ عید نہ صرف عید ہے۔ بلکہ اسدن کے لیئے قرآن کریم میں یہ خاص طور پر حکم دیا گیا ہے۔ کہ جب جمعہ کی اذان ہوجائے۔ تو ہر قسم کے کاروبار کو چھوڑ کر مسجدوں میں جمع ہوجاؤ۔ جیسا کہ فرمایا۔ یا ایھا الذین اٰمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الیٰ ذکر اللہ و ذروا البیع۔ یہی وجہ ہے کہ جب سے اسلام ظاہر ہوا۔ اسلامی ممالک میں جمعہ کی تعطیل منائی جاتی رہی ہے اور خود اس ملک ہندوستان میں برابر کئی سو سال تک جمعہ تعطیل کا دن رہا ہے۔ کیونکہ آیت مذکورہ بالا کے رو سے یہ گنجائش نہیں رہتی۔ کہ جمعہ کی نماز کو معمولی نمازوں کی طرح علیحدہ علیحدہ بھی ادا کیا جاسکتا ہے۔ بلکہ جماعت میں حاضر ہونا اور خطبہ سننا اور جماعت کیساتھ نماز ادا کرنا اس کے لیئے ضروری قرار دیئے گئے ہیں۔ بلکہ عید کی نماز کے لیئے بھی اسقدر تاکید اسلام میں نہیں جس قدر کہ جمعہ کی نماز کیلیئے ہے اور مذہب اسلام کے رو سے جو شخص جمعہ کو چھوڑتا ہے وہ سخت گنہگار ہے۔ ہندوستان کی تین بڑی قوموں یعنی ہندوؤں عیسائیوں اور مسلمانوں میں سے ایک خاص دن میں عبادت الٰہی کے لیے جس شدّ و مد سے قرآن شریف میں جمعہ کے متعلق حکم ہے باقی دو قوموں کے سبت کے متعلق اس زور سے قطعاً انکی مقدس کتابوں میں ذکر نہیں۔ ان تمام باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ جمعہ ایک عظیم الشان اسلامی تہوار ہے اور نماز جمعہ کے تمام شرائط کیساتھ ادا کرنیکی ہر ایک مسلمان کو ایسی سخت تاکید کی گئی ہے۔ کہ اسے صاف الفاظ میں یہ حکم دیا گیا ہے۔ کہ وہ اسوقت کسی دوسرے کام کو قطعاً نہ کرے

اب یہ امر ظاہر ہے کہ جسقدر کسی بڑے قوم کے بڑے بڑے تہوار ہیں۔ انکے منانیکے لیئے گورنمنٹ نے اپنی سب رعایا کو یکساں آسانی دے رکھی ہے۔ سب سے زیادہ مشکلات ایسے تہواروں کے منانے میں ان لوگوں کو ہوسکتی ہیں جو بوجہ ملازمت گورنمنٹ اپنے وقت کے آپ مالک نہیں۔ مگر ہماری مہربان گورنمنٹ نے صرف مذہبی آزادی کو مدنظر رکھکر یہ ضروری قرار دیا ہے۔ کہ سب قوموں کے بڑے بڑے تہواروں کے دنوں میں تمام سرکاری دفاتر اور سب عدالتیں وغیرہ بند رہیں تاکہ وہ حصہ رعایا جو ملازم کیساتھ ان تہواروں درحقیقت اگر گورنمنٹ تو پھر مذہبی آزادی بلا اس طریق عمل سے کہ اپنے قومی تہواروں کے دنوں ہے۔ یہ امر تو ظاہر ہوگیا۔ کہ گویا قوم کو اپنے مذہبی فرائض کی ادا محسوس نہ ہو۔ لیکن جمعہ کی نماز کی ادا دیکھا گیا ہے اس قسم کی آزادی ابھی تک شہنشاہ ہند کی تاجپوشی کے مبارک موقعہ پر ا کے حصول کے لیئے جسقدر زور دیا جائے کم ہے+

یہ تو ظاہر ہے۔ کہ نظام گورنمنٹ اسبات کی اجازت نہیں دیتا۔ کہ ہر ہفتہ میں دو دن کی تعطیل ہو۔ اور یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ اتوار شاہ وقت کے مذہب کے لحاظ سے تعطیل کا ضروری دن ہے۔ پس کوئی ایسی تجویز گورنمنٹ کے سامنے پیش کرنی چاہیئے جس سے نظام گورنمنٹ میں بھی کوئی مشکلات پیش نہ آویں۔ اور اہل اسلام کو یہ مذہبی آزادی بھی ملجائے۔ اسکی آسان راہ یہ ہے۔ کہ جمعہ کے دن نماز جمعہ کیوقت یا تو سب دفاتر اور عدالتیں سکول کالج وغیرہ دو گھنٹے کے لیئے بند ہوجاویں یا کم از کم اتنی دیر کے لیئے مسلمان ملازمین اور مسلمان طلباء کو اجازت ہو۔ کہ وہ نماز جمعہ ادا کرلیں۔ اور اسکے متعلق جملہ دفاتر و جملہ محکموں میں گورنمنٹ کی طرف سے سرکلر ہوجائے۔ گو اسوقت بعض افسر اس قسم کی اجازت اپنے ماتحتوں کو دیتے ہیں۔ مگر ایسی مثالیں کم ہیں۔ اور خصوصاً سکولوں اور کالجوں میں تو بالکل نہیں ایسی اجازت نہ صرف مسلمانوں کی راہ سے ایک بڑی روک کو اٹھائے گی۔ بلکہ آخرکار گورنمنٹ کے لیئے بھی یہ فائدہ مند ثابت ہوگی۔ کیونکہ نماز جمعہ میں ایک لازمی جزو خطبہ کا سننا ہے۔ اور خطبہ کیا ہے۔ اس میں یا تو اخلاقی وعظ ہوتا ہے یا پیش آمدہ امور میں مسلمانوں کو جو راہ اختیار کرنی چاہیئے۔ اسکا ذکر ہوتا ہے گورنمنٹ خود اس ضرورت کو محسوس کرتی ہے کہ طلباء کی مذہبی تعلیم کا کوئی انتظام ہو۔ تاکہ جو بدنتائج خالی دنیوی تعلیم سے پیدا ہو رہے ہیں جس کے ساتھ اخلاقی و دینی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں۔ ان کا انسداد ہوسکے۔ میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ اگر گورنمنٹ اور علمائے اہل اسلام توجہ کریں۔ تو جمعہ کے خطبہ سے بڑھکر کوئی بہتر صورت اخلاقی اور دینی وعظ اور تعلیم کی

ہیں +
سلمان
لیئے
ورنمنٹ
ملوں
موسم میں
یے اس انتظام
رسکول اور کالج
تے ہیں۔ ایسی ضرورت
سد دہر کے لیئے غیرحاضری
تلافی وہ خود بعد از وقت کام
دملہ جو کام انکے ذمہ ڈالا گیا ہے وہ
ہر ن پورا کرنا ہوگا۔ برٹش گورنمنٹ کے نظام میں
س قسم کی مثالیں پہلے موجود ہیں۔ کیونکہ اس گورنمنٹ
مختلف قوموں پر حکمرانی کا موقعہ خدا نے دیا ہے۔ اسلیئے
نی المسیح ان مختلف اقوام کی مذہبی اصولوں کو مدنظر رکھکر
کرتی ہے چنانچہ مصر میں جہاں بڑا عنصر آبادی کا مسلمان
، اور خدیو مصر برٹش نگرانی کے نیچے حکمرانی کرتے
وہاں تعطیل کا دن بجائے اتوار کے جمعہ ہی ہے چنانچہ
ل کالج دفاتر عدالتیں وہاں جمعہ کو بند ہوتی ہیں۔ اور
لاح پر اہل اسلام کو اس حکم کے بجا لانے میں جو نماز
سے متعلق تاکیدی طور پر قرآن کریم میں دیا گیا ہے۔ کوئی
ت نہیں مگر وہاں چونکہ ایک کثیر حصہ اعلیٰ عہدہ داران
انگریزوں کا ہے جو عیسائی مذہب رکھتے ہیں۔ اسلیئے
رنمنٹ نے انکو یہ سہولت دے رکھی ہے کہ وہ اتوار کے
ان چاہیں۔ تو کام پر حاضر نہ ہوں۔

اور اپنے کام کو باقی دنوں میں پورا کردیں۔ پس جہاں اعلیٰ عہدہ داران کو محض ان کی مذہبی آزادی قائم رکھنے کے لیئے برٹش گورنمنٹ نے اسقدر اجازت دیدی ہے۔ ہندوستان میں مسلمان ملازمین کو جنکی نسبت بھی کل عملہ سے بہت تھوڑی ہے۔ صرف دو گھنٹے کیلیئے اجازت کا ملجانا ایک یقینی امر ہے کیونکہ صرف ساتویں دن دو گھنٹے کے لیئے چند ملازمین کی غیرحاضری سے جو وہ بھی اکثر غیر ذمہ داری کے عہدوں پر ہونگے، کام کا کوئی بڑا ہرج متصور نہیں۔ اور اگر کوئی ہرج بھی ہو۔ تو وہی ملازم خود اپنے کام کو پورا کرنیکے ذمہ دار ہونگے +

غرضیکہ ایک طرف جب ہم نماز جمعہ کے لیئے سخت تاکیدی حکم قرآن شریف میں پاتے ہیں۔ جس میں اسقدر تاکید ہے کہ صاف الفاظ میں یہ کہا گیا ہے۔ کہ جب نماز جمعہ کا وقت آجائے۔ تو تم دنیا کے ہر ایک قسم کے کاروبار چھوڑکر نماز جمعہ کی ادائیگی میں مصروف ہوجاؤ۔ اور جبتک نماز ادا نہ کرلو۔ کسی کام کی طرف متوجہ نہ ہو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کی سخت گرفت کے نیچے آؤگے۔ اور اس کیساتھ ہم یہ بھی دیکھتے ہیں۔ کہ نماز جمعہ میں خطبہ میں جو اخلاقی تعلیم مسلمانوں کو دیجاتی ہے۔ وہ ملک اور گورنمنٹ کے لیئے کسقدر مفید ہے۔ اور پھر دوسری طرف ہم ایسی نظیر بھی پاتے ہیں جس میں اسی قسم کی دقت ایکدوسرے ملک میں پیش آنے پر انگریزی گورنمنٹ نے اپنے ملازمین کے مذہبی حقوق کی ادائیگی کو ان کے سرکاری کام میں حاضری پر ترجیح دیکر سلانہ تعطیل کے دن کے ایک دن اور بھی انہیں غیرحاضر رہنے کی اجازت دی ہے۔ اور جو امر ہم پیش کرتے ہیں۔ اس کی دقت اس دقت سے بدرجہا کم بھی ہے۔ کیونکہ صرف دو گھنٹے کی رخصت نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیئے نہ آرام کے لیئے ہم چاہتے ہیں۔ تو ہمیں یقین کامل ہوتا ہے۔ کہ شہنشاہ جارج پنجم کی تاج پوشی کے موقعہ پر اگر کل ہندوستان کے مسلمان متفق ہوکر اس مذہبی رکاوٹ کے دور کیا جانے کی درخواست کریں۔ تو گورنمنٹ انگریزی ضرور ان کی اس دقت پر غور فرماکر اس کی اصلاح اس مبارک موقعہ پر کرکے چھ سات کروڑ نہیں بلکہ کل دنیا کے مسلمانوں کے دلوں کو مسخر کرے گی۔ کیونکہ مسلمان قوم سب سے بڑھکر مذہبی آزادی کی دل سے قدردانی کرنیوالی ہے +

ان وجوہات مذکورہ بالا کی بنا پر ہم نے ایک میموریل تیار کیا ہے جو حضور وائسرائے ہند کیخدمت میں بھیجا جاویگا۔ لیکن چونکہ جس امر کی اس میموریل میں درخواست کیگئی ہے۔ وہ جملہ اہل اسلام کا مشترکہ کلم ہے۔ اسلیئے قبل اس کے کہ یہ میموریل حضور وائسرائے کی خدمت میں بھیجا جاوے ہم نے یہ ضروری سمجھا ہے کہ اسکا خاص کر مسلمان پبلک اور مسلمان اخبارات اور انجمنوں کے سامنے پیش کیا جاوے تاکہ وہ سب اس پر اپنی اتفاق رائے کا اظہار بذریعہ رزولیوشنوں وتحریرات وغیرہ کے کرکے گورنمنٹ پر اس سخت ضرورت کو ظاہر کریں۔ تاکہ اس مبارک موقعہ پر یہ آزادی اہل اسلام کو حاصل ہو جاوے۔ ہمیں غرض صرف اس امر سے ہے۔ کہ جملہ اہل اسلام کے اتفاق سے جیسی کہ یہ ضرورت متفقہ ہے۔ یہ درخواست حضور وائسرائے ہند کی خدمت میں پیش ہو اور
یہ غرض ... [illegible]
چونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے دل میں یہ تحریک ڈالی ہے۔ اسلیئے ہم نے اسے پیش کردیا ہے۔ اگر کوئی انجمن یا جماعت ایسی ہو جو صرف اسوجہ سے اس کیساتھ اتفاق نہ کرے کہ یہ میموریل ہماری طرف سے کیوں پیش ہوتا ہے۔ تو ہم بڑی خوشی سے اپنے میموریل کو گورنمنٹ کی خدمت میں نہیں بھیجینگے۔ بشرطیکہ اس کے بھیجنے کا اور کوئی مناسب انتظام کرلیا جاوے +

پس یہ اشتہار جملہ ایڈیٹر اہل اخبارات اسلامی و سکرٹریان انجمنہائے وشاخہائے لیگ و معزز اہل اسلام کی خدمت میں اس غرض کے لیئے بھیجا جاتا ہے۔ کہ بہت جلد بذریعہ ریزولیوشنوں کے اور بذریعہ تحریرات کے اس پر اظہار رائے کریں۔ تاکہ عام مسلمانوں کی طبائع کا میلان دیکھکر اس درخواست کو پیش کیا جاوے +

المعلن

نورالدین

(خلیفۃ المسیح الموعود) قادیان ضلع گورداسپور

یکم جولائی ۱۹۱۱ء

روحانی تعلیم

جناب اڈیٹر صاحب - السلام علیکم - آپکے اخبار مورخہ ۲۹ جون ۱۹۱۱ میں کلام امیر کی ذیل میں میں نے حضرت خلیفۃ المسیح کے اقوال روحانی تعلیم کے متعلق پڑھے مجھے گیتا شریف کے چند ایک شلوک یاد آگئے جنکی اس اقوال کیساتھ عجیب مطابقت ہے آپکے اخبار کے ناظرین کی آگاہی کے لیئے عرض کرتا ہوں

حضرت خلیفۃ المسیح کے اقوال

"مجھ سے بھی لوگوں نے پوچھا ہے کہ تم کیا روحانی تعلیم دیتے ہو اور اس جماعت میں کیا روحانیت ہے۔ سو میں کھولکر سناتا ہوں کہ روحانیت یہی ہے تمہارا اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا سونا جاگنا پڑھنا تجارت کرنا۔ کوئی اور محنت ملنا جلنا سب کچھ اللہ کے لیئے ہو سب میں خدا یاد رہے۔ اپنے سارے کاموں میں اللہ کی رضا مدنظر رکھو۔ بس یہی تصوف۔ یہی فقیری۔ یہی روحانیت یہی روحانی تعلیم ہے"

گیتا شریف کے شلوک

چہ طاعت چہ ہمت چہ سالک شدن ٭ چہ مملوک گشتن چہ مالک شدن

خطبہ جمعہ

(از امیر المومنین رضؓ)

سورہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر پڑھکر فرمایا۔ حضرت نبی کریم صلعم جب تشریف لائے۔ تو اس وقت ان کی بعثت کی بڑی ضرورت تھی۔ لوگ نہ اسماء الٰہی کو جانتے تھے۔ نہ صفات الٰہی کو نہ افعال سے آگاہ - - - تھے۔ نہ جزا و سزا کے مسئلہ کو مانتے تھے۔ انسان کی بدبختی اس سے بڑھکر کیا ہو سکتی ہے۔ کہ اپنے مالک اپنے خالق کے نہ اسماء کو جانے نہ صفات کو۔

غرض لوگ اسکی رضامندی سے آگاہ تھے۔ نہ اسکے غضب سے۔ ایسا ہی انسانی حقوق سے بیخبر۔

سب سے بڑا مسئلہ جو انسان کو نیکیوں کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ وہ جزا و سزا کا مسئلہ ہے۔ اگر شریف الطبع انسان کو معلوم ہو کہ اس کام کے کرنیسے میری ہتک ہوگی یا مجھے نقصان پہونچیگا۔ تو وہ کبھی اس کے قریب نہیں پھٹکتا۔ یہ ڈر فعل میں نگرانی کرتا ہے۔ مختلف طبائع کے لوگ اپنے مالک کے اسمار صفات کے علم اور جزا و سزا کے مسئلہ پر یقین کرنیسے نیکیوں کی طرف توجہ کرتے اور بد افعالیوں سے رکتے ہیں۔

چنانچہ ملک عرب میں شراب کثرت سے پی جاتی اور الخمر جماع الاثم صحیح بات ہے پہر فرمایا۔ النساء حبائل الشیطن سوم ملک میں کوئی قانون نہیں تہا۔ ایسا اندھیر پڑا ہوا تہا۔ جن سعادتمندوں نے نبی کریم کے ارشاد پر عمل کیا۔ وہ پہلے بے خانماں تہے۔ پہر بادشاہ ہو گئے۔ خشن پوش تہے۔ حریر پوش بن گئے۔ نہ مفتوح تہے نہ فاتح۔ مگر اس اطاعت کی بدولت دنیا میں فاتح۔ قوموں کے امام خلفائے راشدین اور اعلیٰ مرتبت سلاطین کہلائے۔

یہ سب اس کتاب کی برکت تہی جسے اللہ نے الیسی اندھیری رات میں جسے لیلۃ القدر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اپنے بندے پر نازل کیا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے ایسے ہی حالات میں ہم میں ایک مجدد کو بھیجا۔ نبی کریم صلعم کے زمانہ میں شرک کا زور تہا۔ سو اسکی تردید میں آپ نے پوری کوشش فرمائی۔ قرآن مجید کا کوئی رکوع شرک کی تردید سے خالی نہیں۔ اس زمانے میں لوگوں میں یہ مرض عام تہا۔ کہ دنیا پرستی غالب ہے۔ دین کی پروا نہیں اسلیئے آپ نے بیعت میں یہ عہد لینا شروع کیا کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا۔ کیونکہ دنیا پرستی کا یہ حال ہے کہ جیسے چوہڑے کا چھرا حلال۔ حرام جانور دونوں پر یکساں چلتا ہے۔ اسی طرح لوگوں کی فکر اور عقل حرام حلال کمائی کے حصول پر ہر وقت لگی رہتی ہیں۔ فریب سے ملے دغا سے ملے۔ چوری سے ملے سینہ زوری سے ملے۔ کسی طرح روپیہ ملے سہی۔ ملازم ایکدوسرے سے تنخواہ کا سوال نہیں کرتے۔ بلکہ پوچھتے ہیں۔ بالائی آمدنی کیا ہے۔ گویا اصل تنخواہ آمد میں داخل نہیں۔

مسلمانوں پر ایک تو وہ وقت تہا۔ کہ اپنی ولادت موت تک کی تاریخیں یاد رکھنے کا رواج تہا یا اب یہ حال ہے کہ لین دین شراکت تجارت ہے۔ مگر تحریر کوئی نہیں۔ اگر کوئی تحریر ہے تو ایسی بے ہنگم جسکا کوئی سر پیر نہیں۔ نہ اختلاف کا فیصلہ ہو سکتا ہے نہ اصل بات سمجھ آسکتی ہے تم اے بہائیو (احمدیوں) کو چاہیئے کہ وہ امام کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرو گے اپنے وعظوں میں ہرگز روایت نہ کرو۔ نہ سنو مخلوق الٰہی کو قرآن مجید سناؤ۔ ہدایت کے لیئے کافی ہے۔

سلیمان کی انگشتری اور بھٹیاری کا بھوت ہونے کا قصہ بالکل لغو اور جھوٹ ہے۔ اگر ایک پتھر میں جو جمادات سے ہے اتنا کمال ہے تو کیا ایک برگزیدہ انسان میں جو اشرف المخلوقات ہے۔ یہ کمال نہیں ہو سکتا۔ انبیاء کی ذات میں کمال ہوتے ہیں۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔ پس تم خوب یاد رکھو کہ انبیاء دنیا میں کبھی ذلیل نہیں ہوتے۔ جیسے کہ سلیمانؑ کی نسبت شیاطین نے دنیا میں مشہور کیا۔ اگر دنیا میں کوئی کسی کی شکل بن سکتا ہے۔ تو امان ہی اٹھجائے۔ مثلاً ایک نبی وعظ کرنے لگے۔ اب کسی کو کیا معلوم کہ یہ نبی ہے یا نعوذ باللہ کوئی برا آدمی ہے۔ خدا نے ایسی باتوں کا رد فرما دیا ہے۔ کہ ما کفر سلیمان ولکن الشیاطین کفروا تم ایسی باتوں سے توبہ کرلو۔ اگر کوئی ایسا وعظ سنائے تو صاف کہدو کہ انبیاء کی ذات جامع کمالات ایسے افتراؤں سے پاک ہے۔

کتابیں منگوانیوالے غور سے پڑھیں

بعض احباب یہاں سے ایک آدھ کتاب منگواتے ہیں۔ تو ساتھ ہی ایسی کتابوں کا آرڈر بھی دیتے ہیں۔ جو دوسرے دفتروں میں فروخت ہوتی ہیں۔ بعض اوقات ایسے آرڈروں کی تعمیل میں ایک ایک دن ضائع جاتا ہے۔ لہذا آیندہ کے لیئے اطلاعاً عرض ہے۔ کہ ایک آنہ فی روپیہ کمیشن لیا جائیگا۔ اگر ایک روپیہ سے کم کی کوئی ایسی کتاب طلب کیجائیگی جو ہمارے دفتر میں نہو۔ تو بہی ایک آنہ کمیشن چارج ہوگا۔

محمد یمین سہارنپوری تاجر کتب قادیان بہی احباب سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہرقسم کی کتاب جو قادیان میں مل سکے ڈیڑھ آنہ فی روپیہ کمیشن پر لیکر بھجوا سکتے ہیں۔

مورکھہ سیدھ حصہ دوم

مورکھہ سیدھ حصہ اول دفتر بدر سے ایک آنہ پہ ملتا ہے۔ اس کے دوسرے حصہ کی سو جلدین مولوی دلپذیر صاحب بھیروی نے مفت تقسیم کرنے کے لیئے ہماری پاس بھیجی ہیں جو صاحب چاہیں محصولڈاک بھیجکر منگوالیں

الحق کی ضمانت

یہ خبر بہت افسوس کیساتہ سنی جائیگی۔ کہ اخبار الحق دہلی سے گورنمنٹ پنجاب نے ایکہزار روپیہ کی ضمانت طلب کی ہے جو اسی ہفتہ میں میر قاسم علی صاحب نے جمع کرادی امید ہے کہ آیندہ کے لیئے بہی الحق کے معتدل روش اسکے خریداروں سے اس غیر معمولی زیرباری کا معاوضہ دلادیگی ہمیں گورنمنٹ کے انصاف پر پورا بھروسہ ہے جب

سردار مہر سنگہ کا لیکچر نمبر ۲

ماسٹر عبد الرحمن صاحب نے ایک ٹریکٹ شائع کیا ہے جس میں ثابت کیا ہے کہ سب سے معتبر جنم ساکھی جولہ صاحب اور جپ جی ہے۔ اور گرنتھ میں تو مختلف گروؤں کے اقوال ہیں از آنجملہ گرونانک جی کے ہی ابتدائی اور آخری زندگی کے اشعار لکھہ دیئے گئے ہیں۔ تاہم ان کا اسلام نہایت سے آخیر میں ستیارتھ پرکاش کی اصل عبارت نقل کرکے آریوں کا عقیدہ ظاہر کیا ہے اور پھر اپنا عقیدہ درباره باوا نانکؒ لکھکر سکھوں کو جتایا ہے۔ کہ تم سے زیادہ قریب کون ہیں مسلمان یا آریہ فی رسالہ ایک پیسہ کے حساب منگوا کر ذی استطاعت احباب مفت تقسیم کریں تاکہ سکھوں میں تبلیغ ہو۔

یہ صحیح نہیں

روزانہ پیسہ اخبار جس میں ہماری سلسلہ کے متعلق بقدر امکان بدزبانی ضرور ہوتی رہتی ہے۔ یہ چھاپا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے کسی جگہ یہ لکھا ہے کہ ہندو مسلمانوں کو اپنا ایک فرقہ سمجھہ لیں اور قرآن کریم و احادیث وید کا ترجمہ ہیں یہ بالکل افترا اور بہتان ہے وہ اسلام جو تمام ادیان حقہ کا جامع اور جسکی کتاب تمام صداقتوں پر مشتمل ہے اسکی شان اس سے ارفع و اعلیٰ ہے کہ وہ وید کا ترجمہ ہو یا کسی ایسے مذہب کا فرقہ ہو جو اپنی صحیح تعریف بہی نہ کر سکے حضرت اقدس نے ایسا ہرگز ہرگز کہیں نہیں لکہا۔ اور نہ کوئی احمدی ایسا لکھہ سکتا ہے۔

فرق تو بڑا ہے

ہندوستان بڑی سنجیدگی سے لکھتا ہے کہ ماتا اور گئو ماتا میں کیا فرق ہے جب کہ وہ دودھ سے پرورش اور تمام سامان زندگی مہیا کرتی ہے انسان اور حیوان میں فرق تو ظاہر ہے گو ہندوستان کے فلسفی مزاج اڈیٹر کے نزدیک نہو پہر ایک اور فرق بین ہے کہ مرنیکے بعد کوئی اپنی ماتا کے چمڑے کے جوتے نہیں سلواتا۔

تصحیح۔ اقیمو الصلوۃ کی قیمت ڈیڑھ آنہ ہے۔

کلامِ امیر رضہ

۱۹۔ جون ۱۹۱۱ء۔ فرمایا افسوس ہے ان پر جو ہلاکت کے گڑھے مین خود ہی نہین گر پڑتے بلکہ اور دن کو بھی لے ڈوبتے ہین۔

فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے آنکھین دی ہین تاکہ قرآن شریف پڑہین نیک لوگون کی زیارت کرین۔ زبان دی تا اس کا ذکر کرین۔ مگر لوگ ایسے فضلون کا انکار کرکے جہنم میں چلے جاتے ہین۔

فرمایا۔ اللہ ہی مال دیتا ہے۔ اسی کا احسان جانو۔ نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الحیٰوۃ الدنیا۔ دیکھو میننے اپنے باپ کا روپیہ ترکہ مین نہین لیا باپ کے مکانات مین بھی نہین رہتا اللہ کا احسان ہے۔ بس انسان اولاد کی فکر مین ایسا منہمک کیون ہو۔ مال کی کیا ہستی ہے۔

فرمایا۔ اللہ کی شان مین لوگون نے کئی قسم کی بے ایمانی کی ہین (۱) مخلوق کی بھی ویسی ہی تعظیم مثل سجدہ کرنا۔ جیسی کہ خدا کی کرنی چاہیئے۔ جو صرف ذات الٰہی کو ہے۔ وہی مخلوق کا خیال کرنا۔ قرآن مجید مین آیا ہے۔ وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون۔ (۲) ایک بدبخت گروہ ہے۔ شرک سے بھی آگے قدم رکھتا ہے۔ وہ جناب الٰہی کے لئے نہ قدر دیتا ہے۔ نہ کہتے ہین۔ نہ مقابل کو۔ مثلاً ایک طرف اللہ کا حکم ہے۔ حیّ علی الصلوٰۃ۔ دوسری طرف ایک دوست آشنا بلاتا ہے تو اس طرف دوڑ پڑے۔ (۳) ایک گروہ جو غافل ہے اللہ تعالےٰ کے احکام کی نہ خبر ہے نہ پروا۔

فرمایا۔ نماز مؤمن کے لئے عجیب معراج ہے۔ عین اس وقت جب نیند کی وجہ سے سستی کا زور ہو یا کام سے تھک گئے ہون جیسے عصر و شام تو نماز پڑھنے کا حکم ہے۔

فرمایا۔ اقامت الصلوٰۃ تین طریقون سے ہے سستی کاہلی۔ نادانی۔ بے خبری نماز کو گراتی ہے۔ تم پڑھتے چلے جاؤ (۲) اطمینان کے ساتھ فرائض۔ واجبات۔ سنن۔ مستحبات کا لحاظ کرو (۳) جناب الٰہی کے حضور خشوع و خضوع سے ایسے کھڑے ہو جیسے کوئی محسن مربی کے حضور مین کھڑا ہوتا ہے۔

فرمایا۔ نماز کی ابتدا اللہ سے ہے۔ اور انتہا بھی اللہ مقصود بھی اللہ ہی ہے۔

فرمایا۔ لوگون کے اندر بخل کا مادہ بہت ہے۔ اتنا نہین سوچتے کہ ایک وقت تھا جبکہ موجودہ آمدنی سے بہت کم آمدنی تھی۔

فرمایا۔ قرآن مجید مین سخر لکم الفلک۔ آپ سے پہلے

پہر تک اپنے کپڑون کو دیکھو۔ استعمال مین آنے والی چیزوین اکثر ولایت سے بذریعہ جہاز کے آئی ہین۔

فرمایا۔ اللہ تمہین محض اپنے فضل سے اپنی غریب نوازی سے توفیق دے۔ اپنے مولا کو ایسا راضی کر لو۔ کہ وہ پھر کبھی ناراض نہ ہو۔

۲۰۔ جون ۱۹۱۱ء۔ انبیاء کرام جو اللہ تعالیٰ سے محبت اور اس کی توحید کی اشاعت کا جوش ہوتا ہے اور اس کا نتیجہ قرآن مجید پڑھنے والون سے مخفی نہین رہنا چاہیئے۔

فرمایا۔ یہ قوم عجیب قوم ہے۔ ہر طرح سے برکت ہی مانگتی ہے۔ دیکھئے حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک شہر مین ہین تو اس شہر کے لئے امن کی دعائین مانگتے ہین کہ وہ مصائب دنیا اور غضب الٰہی سے مامون رہے۔

فرمایا۔ مین بھی حضرت ابراہیم کے اتباع مین کہتا ہون جو بھلی باتون مین میرے متبع ہین وہی درحقیقت میری جماعت سے ہین یا تی کہا کرین کہ ہم مرید ہیں۔

فرمایا۔ مؤمن کوئی مکان بنائے تو سب سے پہلے اسمین مسجد نماز پڑھنے کی جگہ بنائے۔ میری ماں نے گھر مین ایک سردی کے موسم کے لئے اور ایک گرمی کے موسم کے لئے جگہ بنا رکھی تھی۔

فرمایا۔ بڑی سے بڑی چیز کا گر ہے موت کو یاد رکھنا اور یہ کہ میرا مولا دیکھتا ہے۔ یعنے ما یخفی علی اللہ من شیٔ کا مطالعہ۔

فرمایا۔ میری باتون کی قدر کرو یا نہ کرو۔ مگر خدا کی بات شکرگزاری اور فرمانبرداری سے قبول کرو۔ اپنے مکانون کو خدا کے مکان بناؤ۔ انمین ایک مسجد بناؤ اور اپنی اولاد کے صالح ہونے کے لئے دعا کرتے رہو۔ جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ نے دعائین کین۔

فرمایا۔ اللہ تعالےٰ تمہین توفیق دے جہان تمہاری چارپائیان ہون جہان تمہارے مکان ہون خدا کی برکات نازل ہون مکانون کے بنانے مین خدا کی فرمانبرداری مدنظر ہو صالح اولاد عطا ہو۔

تاریخ اسلام کے دلچسپ واقعات

منشی غلام قادر صاحب فصیح سیالکوٹی نے تاریخ اسلام کا دلچسپ سلسلہ رسالون کی صورت مین شروع کیا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کے سوانح مین سے مفصلہ ذیل انتخاب ناظرین کی دلچسپی و ہدایت کا موجب ہوگا۔

وصیّت صدیق

یہ ابوبکرؓ بن ابو قحافہ کا آخری عہدنامہ ہے جس کا آخری قدم دنیا مین اور پہلا قدم آخرت مین ہے یہ ایسی گھڑی ہے جبکہ کافر مؤمن ہو جاتا ہے شریر اپنے گناہونکا اقرار کرتا ہے اور جھوٹا سچ بولتا ہے مینے اپنا جانشین عمرؓ بن خطابؓ کو کیا ہے اسلئے اس کا حکم مانو۔ اور اس کی اطاعت کرو۔ اگر وہ صراط مستقیم پر چلا تو میری امید پوری کریگا۔ اگر خلاف کریگا تو اپنے اعمال کا اللہ تعالیٰ کے روبرو جوابدہ ہوگا۔ میری نیت نیک ہے لیکن مین نہین کہہ سکتا کہ آئندہ کیا پیش آنے والا ہے جو شخص برا عمل کریگا اسکو آخرت مین اسکی سزا بھگتنی پڑیگی۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلامتی ہو تم پر۔

اپنے جانشین کو نصیحت

مینے تم کو اپنا جانشین مقرر کیا ہے اور مین تم کو یہ وصیّت کرتا ہون کہ ہمیشہ اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہنا اور اچھی طرح سے یاد رکھنا کہ اللہ تعالےٰ کوئی عمل رات کو قبول کرتا ہے مگر دن کو نہین کرتا اور کوئی عمل دن کو قبول کرتا ہے اور رات کو نہین کرتا پس ادا کرنے کا سب سے مقدم خیال رکھو۔ جب تک فرض ادا نہ کیا جاوے۔ نفل کو قبولیت کا شرف حاصل نہین ہوتا۔ معزز اور صاحب دولت وہی شخص ہو سکتا ہے جس نے دنیا مین حق کی پیروی کی اور آخرت کے دن اس کی نیکیون کا پلہ بھاری اُترا۔ اور وہ شخص سخت بدنصیب ہے جو دنیا مین جہالت کا پیرو بنا رہا اور قیامت کے دن اسکی نیکیون کا پلہ ہلکا نکلا ثواب اور عذاب دونون کو اپنی نگاہ مین ہر وقت رکھنا چاہیئے۔ اور سچائی اور حق کو چھوڑ کر برائی اور جھوٹ کی طرف سہواً بھی نہ جانا چاہیئے اپنے آپکو ہمیشہ ہلاکت کے گڑھے مین گرنے سے بچائے رکھو اگر تم نے میری وصیت کے مطابق عمل کیا تو یقین جانو کہ تمہاری موت نہایت خوشگوار ہوگی اور موت کی تلخی تمہارے نزدیک بھی نہ آئے گی بلکہ حیات جاودانی اور ابدی سرور کے تم مستحق ہوگے لیکن اگر تم نے میری وصیت پر عمل نہ کیا اور اس کے خلاف اپنی روش اختیار کی تو یاد رکھو کہ موت تمہارے لئے بڑی سے بڑی چیز ہوگی۔

صدیق کی دُعا

ان کے جانیکے بعد خلیفہ اول نے نہایت تضرع اور درد کے ساتھ اللہ کے حضور دُعا مانگی کہ اے پروردگار مینے یہ کام محض تیری رضامندی اور مسلمانون کی خیرخواہی کے لئے کیا ہے کیونکہ مجھے خوف تھا کہ اگر مین ایسا نہ کرتا تو ان مین فتنہ برپا ہوتا مینے جس شخص کو تمام صحابہ مین سے بہتر سمجھا اسکو مین نے خلیفہ نامزد کردیا ہے تاکہ وہ تیری شریعت کو قائم رکھے اور مسلمانون کے حقوق کی حفاظت کرے اے میرے پروردگار تو اسکو نیک چلن خلیفہ اور رعایا کو اس کا تابع فرمان بنائے رکھ۔

معترضین کو خطاب

آپ نے شکایتاً کہا کہ تم لوگون نے مجھکو بیماری سے زیادہ تکلیف دے رکھی ہے مین نے اپنے خیال مین جس شخص کو بہتر سمجھا اسکو تم پر خلیفہ مقرر کیا مگر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

سفر ہفت روزہ

حمد سب ثنائیں اس قدوس سبّوح قدیم رحمٰن رحیم کے لئے ہیں جس کے قبضۂ قدرت میں ہر شے ہے۔ سفر و حضر میں وہی قادر توانا حیّ و قیّوم ہے جس کے سہارے سب کی زندگی ہے اور جس پر توکل کرنے سے سب کام درست ہو جاتے ہیں وہ پیارا خدا جس نے پیارا محمدؐ ہمارے لئے مبعوث کیا وہ نبیوں کا سردار جو ہمارا سیّد ہے۔ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ و بارک وسلّم۔

میں قربان جاؤں تیرے نام پر اے میرے پیارے اللہ کہ تو نے ہمیں ایسے نبی کے خدام میں شامل کیا۔ جس کی اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کے برابر ہیں پھر کیا عجب ہے اس اُمت کے اولیاء کا سمجھنے والے خود ہمیں۔

میں تیرے کس کس احسان کو یاد کروں اے میرے باری کہ تو نے ہمیں احمدؐ کا ایک حقیقی غلام عطا کیا جس نے غلام کا حق ایسا ادا کیا کہ اپنے آقا کا ظل اور خوشہ بن گیا اور آقا اس پر ایسا مہربان ہوا کہ اس نے اپنے اور اس کے درمیان سے دُوئی کو اُٹھا دیا یہاں تک کہ وہ پکار اُٹھا۔ اَنَا احمدٌ و انا محمدٌ

ہے عجب میرے خدا میرے پہ احسان تیرا
کس طرح شکر کروں اے مرے سلطان تیرا
کس زبان سے میں کروں شکر کہاں ہے وہ زباں
کہ میں ناچیز ہوں اور رحم فراوان تیرا

پھر اس پاک پروردگار کا احسان عظیم ہے کہ اس نے **احمدؐ** کے بعد ہمیں چاہِ ظلمت میں گرنے سے بچایا اور ہمیں ایک **نور** عطا کیا۔ جو انبیاء کے **دین** کا حامی اور حافظ اپنے وقت میں ہوا۔ اللّٰھم ایدہ وانصرہ۔ آمین یارب العالمین۔

اسی **نور** کی راہنمائی سے ہمارا یہ سفر شروع ہوا۔ صدر انجمن کے واسطے چندہ جمع کرنے کے لئے جب کہ اُمت کے پیر و جوان ہمت حضرت میر ناصر نواب صاحب نے ایک ماہ کا سفر اپنے ذمہ لیا تو اس لمبے سفر سے قبل ایک ہفت روزہ سفر اختیار کرنے کا ارادہ انہوں نے ظاہر فرمایا جس پر فخر قوم اور صدر انجمن کے اعلیٰ کارکن حضرت مولوی محمدؐ علی صاحب نے امرتسر تک جناب میر صاحب کی رفاقت کا ارادہ کیا اور یہ خادم حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح اس سارے سفر میں جناب میر صاحب کے ہمرکاب ہوا۔

ابتدائی سفر ۲۴۔ جون ۱۹۱۱ء کی صبح کو حضرت خلیفۃ المسیح نے دُعا کے ساتھ ہم کو رخصت کیا اور فرمایا کہ جمعہ کے خطبہ کا مضمون راستہ میں دوستوں کو پہنچاتے رہیں جس اکہ میں ہم سوار ہوئے اس میں ہمارے ساتھ شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی نومسلم بھی تھے جو آجکل قادیان میں تجارت کرتے ہیں۔ بسکٹ۔ بند بکرم۔ اسٹیشنری۔ لالٹین۔ بالٹیں وغیرہ اشیاء بیچتے ہیں۔ اور نہائت مستعدی سے اپنا کام کرتے ہیں۔ اسجگہ اس بات کا ذکر فائدہ سے خالی نہ ہو گا کہ قادیان میں نومسلموں کی جو ایک جماعت رہتی ہے ان میں سے اکثر کے نام عبد الرحمان ہیں۔ اور شناخت کے واسطے عبد الرحمان کے ساتھ کوئی دوسرا لفظ احباب لگا دیتے ہیں۔

(۱) عبد الرحمان قادیانی۔ ہمارے اس سفر میں رفیق تابٹالہ جن کا اوپر ذکر ہوا۔ (۲) ماسٹر عبد الرحمان۔ جو جالندہری بھی کہلاتے ہیں انکی ایک عمدہ تصانیف و تالیف کر چکے ہیں اور تبلیغ کا سلسلہ ہمیشہ جوش کے ساتھ جاری رکھتے ہیں (۳) عبد الرحمان لاہوری داماد حافظ حاجی احمد اللہ صاحب۔ ہنوز تعلیم پاتے ہیں اس سال امتحان مولوی عالم دیا ہے۔

رہی عبد الرحمان سابق کنہا سنگھ۔ کچھ تجارت کر کے اپنا گذارہ کرتے ہیں۔

ان کے سوا دیگر نومسلموں کے نام یہ ہیں۔ شیخ عبد الرحیم۔ شیخ عبد الرب۔ شیخ محمد یوسف۔ شیخ عبد الستار۔ شیخ عبد اللہ۔ شیخ عبد العزیز۔ شیخ عبد الرحیم پشاوری۔ شیخ غلام احمد۔ واعظ

غرض شیخ عبد الرحمان صاحب قادیانی ہمارے ہمراہ ہوئے وہ اپنے تجارتی کام پر لاہور جاتے تھے۔ مگر میر صاحب کی تحریک پر انہوں نے اس دینی خدمت میں شمولیت کے لئے ہمارے ساتھ ایک شب بٹالہ میں ٹہرنا منظور کیا۔ اللہ تعالےٰ اس کے عوض میں انہیں جزائے خیر دے۔ اور ان کے کاروبار میں برکت نازل کرے۔

حدیث کا منکر بڑا محروم اکہ پر سوار ہو کر جب ہم سفر کی دعائیں پڑھ چکے۔ تو میں نے اپنے رفقاء سے ذکر کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کتنا بڑا احسان بنی نوع انسان پر ہے کہ ہر ایک موقعہ پر آنحضرتؐ نے انسان کو خدا تعالےٰ کی طرف متوجہ کر دیا ہے۔ اور ایک بہشت میں داخل کر دیا ہے۔ سفر میں انسان کو دو باتوں کا خیال ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ سفر میں کیا کچھ پیش آوے سو اس کے واسطے دعائیں سکھلائی ہیں۔ اللّٰھُمَّ انی اسئلک خیر ھذہ السفر و اعوذ بک من شرھا۔ وغیرہ۔ دوسرا خیال انسان کو اپنے اہل و عیال اور مال کا ہوتا ہے۔ اس کے واسطے یہ دعا سکھلائی اللّٰھم انت الخلیفۃ فی الاھل و المال۔ اے خدا اہل اور مال میں پیچھے تو ہی ہے۔

اس پر میر صاحب نے فرمایا کہ بدبخت چکڑالوی اور اس کے ہمخیال کیسے ہی بدنصیب ہیں جو ایسے پاک کلام سے فائدہ اُٹھانے سے محروم ہیں۔

ایک نشان کی یاد حضرت میر صاحب نے ذکر کیا کہ ایک دفعہ حضرت مرزا صاحب (علیہ السلام) امرتسر میں تھے رات شب جمعہ کو آپ نے وہاں کے ایک قاری کو خواب میں دیکھا کہ عورتوں کی طرح ہاتھ میں چوڑیاں پہنے ہوئے ہاتھ ہلاتے ہوئے باتیں کر رہے ہیں۔ اُسی دن جب آپ نماز جمعہ کی طیاری کر کے مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی کی مسجد میں گئے۔ تو اتفاقاً وہاں جمعہ ہو چکا تھا۔ ایک واقف ہندوستانی وہاں تھے انہوں نے کہا ایک اور مسجد ہے وہاں چلتے ہیں۔ وہاں جا کر جمعہ پڑھا۔ تو دیکھا وہی قاری صاحب جنہیں رات خواب میں دیکھا تھا وعظ کر رہے ہیں اور اسی طرح تکلف کے ساتھ ہاتھ مارتے ہوئے وعظ کر رہے ہیں۔

ایک اور نشان حضور میر صاحب نے ذکر فرمایا کہ پنڈی لالہ ضلع گجرات میں ایک جاٹ نے بات سنائی کہ میں حج کو گیا تھا وہاں سے مدینہ چلا گیا وہاں میں نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک جہاز پر ایک نہائت مقبول صورت آدمی بیٹھا ہے اور لوگ ادہر اُدہر سے آکر اس جہاز پر سوار ہوتے ہیں اور وہ جہاز مشرق سے مغرب کو جا رہا ہے۔ جب میں ہندوستان میں آیا اور میں نے حضرت مرزا صاحب کو دیکھا۔ تو میں نے پہچان لیا کہ یہ وہی شخص ہے۔ تب میں بیعت میں داخل ہوا۔

ایک خدائی کے مدعی کیساتھ مناسب سلوک حضرت میر صاحب نے ذکر فرمایا کہ کوئی شخص بے باکی سے دعوے خدائی کرتا تھا اور مومنوں کے دل دکھاتا تھا ایک جاٹ دیندار اس کی دلآزاری سے تنگ تھا ایک دن ... وہ شخص اپنے مکان پر اسے اکیلا مل گیا۔ جاٹ نے کہا۔ کیوں جناب خدا تم ہی ہو۔ اس نے کہا ہاں میں خدا ہوں۔ جاٹ کے ہاتھ میں ایک لاٹھی تھی۔ اُٹھا کر کہا تم نے میرا باپ مارا ہے یہ کہہ کر اس کی خوب خبر لی اور پھر کہا تم نے میرے بیٹے کو مار دیا ہے اور اُسے خوب مارنے لگا اب وہ سمجھا یہ تو بڑی مشکل ہے۔ بولا کہ میں نے تیرے بیٹے کو نہیں مارا۔ جاٹ نے جواب دیا کہ سارا جہان گواہی دیتا ہے کہ تیرے باپ کو خدا نے مارا ہے صبر کرو۔ میں نے بہت صبر کیا۔ مگر اب تو ہاتھ آ گیا ہے۔ اب صبر کہاں۔ اب تو بدلا لے کر ہی چھوڑونگا یہ کہا اور پھر خوب مارا یہاں تک کہ اس نے توبہ کی اور اقرار کیا کہ میں خدا نہیں۔ عاجز کمزور ناتوان انسان ہوں۔

بٹالہ

بٹالہ میں ہم شیخ فضل حق صاحب کے مکان پر ٹھہرے۔ حکیم محمد اشرف صاحب کے مکان پر احباب جمع ہوئے اور چندہ ہوا۔ رات وہاں ٹھہر کر صبح امرتسر چلے آئے۔ بٹالہ میں چند ایک غریب احمدی ہیں۔ مگر انھوں نے اخلاص کے ساتھ جو ہو سکا وہ نقد دے دیا۔ شیخ صاحب اور دیگر احباب بٹالہ کی مہمان نوازی اور خاطر داری کے ہم شکور ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ حکیم محمد اشرف صاحب نے کیا عجیب بات سنائی کہ انہوں نے مدت ہوئی۔ امرتسر میں ایک خواب دیکھا کہ چند سوار آئے ہیں اور مجھے ایک مکان پر لے گئے ہیں جہاں ایک بزرگ کے ساتھ کھانا کھایا اون سواروں نے بتلایا کہ یہ امام مہدی ہے۔ اور چار سال کے بعد ظہور ہوگا اس خواب کے چار سال بعد براہین احمدیہ چھپنی شروع ہوئی اور جب میں نے مرزا صاحب کو دیکھا تو وہی صورت تھی جو کہ میں پہلے خواب میں دیکھ چکا تھا۔

ایک عجیب واقعہ

علاقہ بٹالہ سے کسی شخص نے حضرت صاحب کے نام ایک خط لکھا تھا اس کا جواب جو بھیجا گیا اس پر اس گاؤں کا نام سہواً نہ لکھا گیا۔ خط بٹالہ میں آیا۔ اور اس شخص کے ایک ہمنام صاحب کو یہاں ملا اون کو خط کا مطلب سمجھ میں نہ آیا اور انھیں معلوم ہوا کہ یہاں قادیان کے کچھ آدمی آئے ہوئے ہیں وہ صاحب خط لے کر ہمارے پاس آئے میں نے خط دیکھ کر اصلی واقعہ سے انہیں اطلاع دی۔ پھر ہمارے دوستوں نے انہیں ہمارے وفد کے مقصد سے باخبر کیا تو اونھوں نے بھی چندہ میں حصہ لیا۔ گویا یہ غلطی اسی واسطے ہوئی تھی کہ وہ چندہ کے ثواب میں شامل ہو سکیں۔

۲۵ کی صبح کو ہم امرتسر آئے۔ حضرت مولوی محمد علی صاحب اسٹیشن پر ہمیں ملے۔

احباب امرتسر کے سامنے تقریر

۲۵ تاریخ کی شام کو یہاں عاجز نے مسجد احمدیہ میں مفصلہ ذیل تقریر کی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ۔ نحمدہ۔ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا وسیآت اعمالنا۔

اما بعد۔ احباب من! خدا کی رحمت ہو تم پر اور اس کی برکت کہ تم نے اس کے رسول کو اس زمانہ میں پہچانا۔ اور من انصاری الی اللہ کی آواز پر لبیک کہا اور کسی لائم کی ملامت کی پرواہ نہ کی اور حق کو قبول کر لیا۔

خداوند تعالیٰ کا شکر کرو اور اس کا احسان مانو کہ اس نے تمہیں سابقین اولین میں داخل کیا اور مسیح موعودؑ کے صحابہ میں شامل ہونے کا فخر عطا کیا آپ سلسلہ حقہ کے ممبر ہیں۔ واعظ ہیں۔ مبلغ ہیں اپنے مال اور اپنی جان سے نصرت کرنے والے ہیں۔

اس وقت جس امداد دینی کی طرف آپکو متوجہ کرنے کے لئے میں کھڑا ہوا ہوں وہ مال کے ساتھ تعلق رکھتی ہے آپ صاحبان کو معلوم ہے کہ قادیان میں مدرسہ اور بورڈنگ کی عمارت کے واسطے کس قدر روپے کی ضرورت ہے بورڈنگ کا جو شاندار حصہ طیار ہو گیا ہے وہ بورڈروں کے آرام اور دوستوں کی راحت کو بڑھا رہا ہے اور دشمنوں کے دلوں کو جلا رہا ہے مگر اس کی تکمیل اور آگے مدرسہ کی تعمیر کے واسطے ہنوز بہت سا روپیہ درکار ہے یہ ابتدائی عمارتیں ہیں جو آئندہ آنے والی شاندار عمارت کے واسطے بطور بنیادی پتھر کے ہیں۔ مبارک ہیں جن کے ہاتھ سے یہ بنیادی پتھر رکھے گئے۔ کیونکہ ان کا ثواب دیرپا ہے اور آئندہ جو کچھ ہونے والا ہے اس سب میں ان کا حصہ ہے۔ میرے بھائیوں احمدیوں کی جماعت ایک غریب جماعت ہے مگر خداوند تعالیٰ کا ارادہ یہی ہوا ہے کہ وہ اس عالی شان محل کی بنیادی اینٹیں غریبوں کے ہاتھ سے لگوائے تاکہ اس کے نبی کی رسالت کا ایک نشان ہو۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ابتدائی خدمات کے متعلق فرمایا کہ اگر انہیں سے کسی نے مٹھی کے برابر جو اللہ کے راہ میں دئے تھے تو بعد میں آنے والوں کا صدقہ اگر سونے کے پہاڑ کے برابر ہو تب بھی اون کا درجہ نہیں پا سکتا۔

اللہ تعالیٰ کے راہ میں خرچ کرنے سے انسان کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور دل میں ایک نور پیدا ہوتا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ حضرت مرزا صاحب مرحوم و مغفور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں جب کہ میر صاحب قبلہ زیادہ تر باغ کی درستگی میں مصروف رہتے تھے ایک شب انہیں القا ہوا۔

کہاں تک کرے گا صفائی باغ
جلا میرے بندے تو دل میں چراغ

اس شعر میں اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ اب وہ وقت قریب ہے کہ آپ باغ کی صفائی کے کام کو چھوڑ کر جماعت احمدیہ کے دلوں کی صفائی کی طرف متوجہ ہوں اور انہیں فی سبیل اللہ خرچ کرنے کی طرف متوجہ کر کے ان کے دلوں کو نورانی کر دیں۔

میر صاحب کی یہ بھی ایک قربانی ہے کہ انھوں نے باغ کے کام کو جس میں کسی قدر اون کا ذاتی تعلق بھی تھا چھوڑ دیا اور محض اللہ تعالیٰ کے کام میں لگ گئے۔ کیونکہ ہمارے سپرد جو باغ ہیں۔ ہم تو اون کو چھوڑ نہیں سکتے اور قادیان کے ہر ایک مہاجر کو اپنے فرائض منصبی سے کوئی فرصت نہیں کہ اور کام کر سکیں۔ یہ تو کچھ خواجہ صاحب ہی کی ہمت ہے جو وہ اپنے دنیوی کاروبار کے ساتھ ساتھ آئے دن مختلف شہروں میں جا کر تائید دین اسلام کا کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں تمام دنیوی کدورتوں سے محفوظ رکھے اور اون کے لئے دینی خدمات میں آسانی کے لئے تمام راہیں کھول دے۔

جہاں خوش دار اورا اے خدائے قادر مطلق
کہ در ہر کار و بار و حال او جنت شود پیدا

میرے دوستو! وہ مبارک وقت جس میں اپنا مال اور جان اور عزت نور الدین نے خرچ کیا اور آج قوم کا سردار بن گیا ہے وہ وقت تو گذر گیا اور اب واپس نہیں آ سکتا۔ وہ رحمت کی گھڑیاں اب کہاں۔ جب کہ خدا کا مسیح ہمارے درمیان تھا اور ہمیں اس کے حضور بیٹھنے اور اس سے ہمکلام ہونے کا شرف حاصل تھا وہ دن گئے۔ لیکن دوستو! اب بھی وقت کو غنیمت جانو **نور الدین** کے زمانہ کی قدر کرو۔ کہ ایسے نور کا ملنا مشکل ہے۔ اور ان بزرگوں کی قدر کرو۔ جو نہائت امانت اور دیانت کے ساتھ تمہارے دئے ہوئے روپے کو دینی راہوں میں خرچ کرتے ہیں۔ صدر انجمن کے تمام کاموں کے خود حضرت خلیفۃ المہدی نگران ہیں اکثر کام حضور سے پوچھ کر کئے جاتے ہیں۔ پھر حضرت صاحبزادہ صاحب جیسے باخدا انسان اس انجمن کے صدر ہیں۔ حضرت مولوی محمد علی صاحب جیسے متقی رات دن اس خدمت میں محو ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب حضرت شیخ صاحب۔ حضرت ڈاکٹر مرزا صاحب و حضرت شاہ صاحب کس قدر تکلیف اور ہرج اٹھا کر اس انتظام کی خاطر ہر اجلاس میں شامل ہوتے ہیں۔ کیا خدا ان لوگوں کی طبی محنتوں کو ضائع کر دیگا۔ ہرگز نہیں غرض اس وقت کی قدر کرو اور سب سے زیادہ نور الدین کی قدر کرو۔ نور الدین اس زمانہ میں **ایک انسان ہے** کہ اس جیسا مقرب بارگاہ صمدانی اس وقت دنیا میں ایک نہیں اس کے حکم سے ہم تین آدمی قادیان سے اس وقت آپکے پاس آئے ہیں کہ آپکو اس ضرورت کی طرف متوجہ کریں۔ جو قادیان میں محسوس ہو رہی ہے لیکن پیشتر اس کے کہ میں اس کا ذکر کروں یہ ضروری جانتا ہوں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کا گذشتہ جمعہ کا خطبہ آپکو سناؤں۔ کیونکہ حضور علیہ السلام نے مجھے قادیان سے روانگی کے قبل یہ حکم دیا تھا کہ جہاں کہیں میں جاؤں اس خطبہ کے مضمون سے احباب کو آگاہ کروں وہ خطبہ یہ ہے۔

فرمایا۔ میری حالت یہ ہے کہ پانچوں وقت کی نماز بیٹھ کر پڑھتا ہوں۔ سجدہ زمین پر کرنا مشکل ہے۔ التحیات میں پاؤں کی حالت بدلانی پڑتی ہے باوجود اس ضعف کے

چونکہ درد مند دل رکھتا ہوں اس لئے تمہیں کچھ سنانا چاہتا ہوں۔

زمانہ میں آزادی کی ہوا چل رہی ہے۔ اکثر انگریزی خوان اللہ تعالےٰ اور اس کے انبیاء کی بھی ضرورت میں کچھ متامل ہیں اور کچھ ہنسی اور پرانی جہالت یقین کرتے ہیں پس ایسے وقت نصیحت کرنا مشکل امر ہے تاہم درد مند دل والا کیا کرے گا وہ تو کہے گا اور جس کو کہنے کی وحشت ہے وہ رک نہیں سکتا کہے گا کہ شاید کسی کو فائدہ پہونچے پس تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تقوےٰ اختیار کرو۔ تقوےٰ کی راہوں پر چلتے چلتے اس حد تک پہونچ جاؤ گے کہ تمہاری موت ایک فرمانبرداروں کی موت ہو اور یہ حالت اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے کہ انسان پہلے تقوےٰ کی راہوں کو اختیار کرے۔

اس وقت سب سے بڑا مرض جو اسلامیوں میں ہے۔ وہ باہمی تفرقہ ہے ہماری آوازیں مختلف ہیں۔ لباس مختلف کام مختلف۔ کھانا پینا مختلف۔ باوجود اس اختلاف کے ہم میں وحدت کی ایک بات ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم سب ملکر

خدا کی خادم جماعت

بن جائیں۔ سو لوگوں کا اس طرف تو کچھ خیال نہیں اور بیہودہ بحثیں لے بیٹھتے ہیں جن سے سوائے اس کے کچھ فائدہ نہیں کہ تفرقہ بڑھے۔

میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تفرقہ ڈالنے اور تفرقہ بڑھانے والی باتیں چھوڑ دیں ایسی لغو بحثوں سے جن سے نہ دین کا فائدہ نہ دنیا کا۔ مونہہ موڑ لو۔ اور سب سے ملکر واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً کے حبل اللہ۔ قرآن مجید محکم پکڑو۔ دیکھو۔ لڑکوں میں ایک رسّے کا کھیل ہے۔ اگر ایک طرف کے لوگ اور باتوں میں لگ جاویں تو وہ رسّے میں کس طرح جیت سکتے ہیں اسی طرح اگر تم اور بحثوں میں لگ جاؤ گے تو قرآن مجید تمہارے ہاتھوں سے جاتا رہے گا

بعض آدمی ایسی باتوں میں اپنا وقت ضائع کرتے ہیں کہ مثلاً مسیح کا باپ تھا یا نہ تھا۔ ایسی بحثوں سے کوئی دینی دنیوی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا ایسا ہی بعض لوگ صدر انجمن احمدیہ کے انتظامات پر اعتراض کرنے کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ سو تم سن لو کہ میرے اور صدر انجمن احمدیہ کے تعلقات دوستانہ اور پیری مریدی کے رنگ میں ہیں میں انکا پیر ہوں اور وہ میرے مرید ہیں۔ ہم ان پر حکمران ہیں۔ جو چاہیں سو لیتے ہیں۔ جو لوگ اس بارے میں بحث کرتے ہیں وہ اپنا وقت ضائع کرتے ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ ان باتوں کو چھوڑ دیں کیونکہ ان کے واسطے یہ بحث فائدہ مند نہیں بلکہ نقصان دینے والی ہے کیا انجمن تمہاری مرید ہے اور کیا اس تدبیر سے وہ تمہارے فرمانبردار ہو جاویں گے۔

نیز سن رکھو کہ دین اسلام میں بہت توسیع ہے صحابہ کرام آمین بالجہر بھی کہہ لیتے۔ آمین بالاخفاء بھی کر لیتے سینہ پر ہاتھ بھی باندھتے اور ناف کے نیچے بھی۔ بسم اللہ جہراً بھی پڑھتے اور سرّاً بھی۔ اور بعض تابعین ہاتھ چھوڑ کر بھی نماز ادا کرتے رہتے ایسے اختلافات پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں صرف ان مباحثے بیہودہ تفرقہ پیدا ہوتا ہے دل اللہ سے ڈرنے والا مانگو۔ بہت بولنے کی عادت کم کرو۔ کہ بہت بولنے سے دل مر جاتا ہے اور سب کے سب ملکر اتحاد واتفاق سے کام کرو۔ خدا کا شکر کرو کہ ایک اللہ تعالےٰ کا بندہ آیا اور اس نے مختلف مذاہب والوں کو اختلاف کی سے نکالکر بھائی بھائی بنا دیا۔

اس کے بعد اب میں پھر اس مطلب کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ جس کے واسطے ہم نے یہ سفر اختیار کیا ہے۔ تعمیر مدرسہ اور بورڈنگ کے واسطے ہمارے احباب نے بہت سے چندے لکھوائے ہیں لیکن وہ سب وصول نہیں ہوئے اور صدر انجمن کے اراکین نے حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح ع جو تحریک کی تھی کہ سب احمدی احباب کم از کم ایک ماہ کی آمدنی اس راہ میں دیدیں اس کیطرف ہنوز پوری پوری توجہ نہیں ہوئی۔ لیکن کام عمارت کا پورے زور سے شروع ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ خزانہ صدر انجمن میں روپیہ بہت کم رہ گیا ہے۔ اور عمارت کا پورا کر دینا نہایت ضروری ہے اور اس کے علاوہ ماہواری اخراجات کی ادائگی کے لئے روپیہ درکار ہے۔ اس بات کو معلوم کر کے احباب قادیان میں تحریک ہوئی کہ وصولی چندہ کے واسطے کوشش کی جاوے حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ نے ایک ماہ اس خدمت کے واسطے سفر کرنا منظور فرمایا اور لمبے سفر سے قبل بٹالہ۔ امرتسر۔ کپورتھلہ کا سفر چند روز میں پورا کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ اس ابتدائی سفر میں حضرت مولوی محمد علی صاحب جو اس سارے انتظام کے اعلےٰ کارکن ہیں میر صاحب کے ساتھ امرتسر تک آئے ہیں اور اس عاجز کو حضرت خلیفہ صاحب کے حکم سے ان ہر دو بزرگوں کی ہمرکابی کا فخر حاصل ہوا ہے۔ اس سفر کے شروع کرنے سے قبل اس چندہ کی ابتدا قادیان سے ہی شروع کی گئی۔

میرے دوستو! قادیان میں جو مہاجر رہتے ہیں وہ اپنی اُن آمدنیوں کو جو باہر رہ کر وہ حاصل کر سکتے تھے۔ پہلے سے ہی چھوڑ چکے ہیں اور وہ قادیان رہنے کی خاطر صرف اُتنے پر راضی ہو گئے ہیں۔ جتنیں انکا گذارہ ہو۔ انہوں نے حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کے قدموں کے قرب میں رہنے کی خاطر اور ان کے پاک خلیفہ حضرت نور کی روشنی سے منور ہونے کے لئے اور اہل بیت مسیح موعود بارک اللہ لہم فی کل امورہم بالخصوص حضرت صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب جو اس زمانہ میں علم لدنی سے یکلمہم فی المہد کے مصداق ہیں ان بزرگوں کی حاشیہ نشینی سے فائدہ اٹھانے کے لئے بیرونی زندگی کے آراموں کو ترک کر دیا ہے۔

قادیان میں جو بڑے بڑے لائق آدمی رہتے ہیں وہ اگر باہر کہیں ملازمت یا تجارت وغیرہ کرتے۔ تو یہاں کی آمدنی کی نسبت دس گنا زیادہ کما سکتے۔ ایک مولوی محمد علی صاحب کو ہی دیکھو کہ اگر پیشہ وکالت کو اختیار کرتے۔ تو دو ہزار ماہوار سے بھی کیا کم حاصل کرتے بلکہ یہ تو ایسے لائق پلیڈروں کے دو چار روز کی آمدنی ہے سو اس آمدنی کے مقابلہ میں جو کچھ اب وہ لیتے ہیں۔ ایک قوت لایموت ہے اور یہی حال تمام مہاجرین کا ہے سوائے اس نابکار کے جس نے اپنے پیارے مسیح کے قدموں کی خاک کی طفیل نہ صرف دین ہی پایا ہے بلکہ دنیا بھی حاصل کی ہے۔ جو کچھ اس نالائق کو قادیان میں ملتا ہے۔ اگر یہ عاجز قادیان سے باہر نکلے۔ تو اتنے کے قابل نہیں۔

غرض ان مہاجرین نے بھی اپنی ایک ایک ماہ کی تنخواہ اس کام کے واسطے دی ہے بعض صاحبان تو پوری تنخواہ دے چکے ہیں بعض بہ اقساط ادا کر رہے ہیں اور بعض کہہ چکے ہیں۔ ماسٹر محمد دین صاحب اپنی دو تنخواہیں دے چکے ہیں۔ عبد المجید خان صاحب ایک غریب آدمی ہیں انہوں نے اپنی ساری تنخواہ ایک ہی ماہ میں دیدی ہے۔ مولوی صدر دین صاحب پہلے ایک تنخواہ پوری دے چکے ہیں اب پھر ۳۰ دینے کہے ہیں۔ حالانکہ مدرسہ میں ان کی خدمات جو کام کر رہی ہیں اور انکی سعی سے مدرسے نے جو رونق پکڑی ہے اس کے لحاظ سے تو وہ اس قابل ہیں کہ اس چندہ میں سے بھی انکو کچھ اور دیا جاوے بجائے اس کے کہ ان سے کچھ لیا جاوے اسی طرح تمام مہاجرین نے اپنی ہمت سے بڑھ کر حصہ لیا ہے اور بقریب ۶۰۰ کے کل روپیہ قادیان سے ہوا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے علاوہ اس چھ سو کے جو وہ پہلے دے چکے ہیں اب پھر مبلغ تیس ۳۰ روپے اپنی جیب خاص سے دئے ہیں اور ہماری روانگی سے قبل مبلغ ۶ ہمارے اس سفر کے خرچ کے واسطے بھی دئے ہیں...... بٹالہ میں ہم ایک شب ٹھہرے وہاں جو چند غریب آدمی ہیں انہوں نے مبلغ عہ روپے نقد دئے ہیں اور کچھ اور بھیجنے کا وعدہ کیا ہے اور اسی مطلب کے واسطے اب ہم یہاں پہونچے ہیں؛

برادران۔ یہ خداوند تعالےٰ کا کام ہے جسکی بنیاد حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام نے رکھی ہے وہ تو بہرحال ہو کر رہے گا ہمارے واسطے تو مفت کا ثواب ہے۔

بمفت این اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است این بہر حالت شود پیدا

اللہ تعالےٰ کے راہ میں خرچ کرنے سے انسان کو کبھی کوئی گھاٹا نہیں ہوتا اس کے لئے دینے میں کوئی نقصان نہیں میں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا۔ کہ میری میز پر کسی پھل کے کچھ دانے پڑے ہیں حضرۃ میر ناصر نواب صاحب تشریف لائے اور انہوں نے ایک دانہ اٹھا کر کھایا۔ تو میں دیکھتا ہوں کہ پیچھے اتنے ہی دانے ہیں جتنے پہلے تھے انہوں نے پھر ایک اور اٹھا کر کھایا تو پیچھے پھر بھی اتنے ہی تھے اس سے ظاہر ہے کہ حضرت میر صاحب جو کچھ احباب سے لیتے ہیں وہ سب اللہ کے راہ میں جاتا ہے اسواسطے اس مال میں دراصل کوئی کمی نہیں ہوتی۔

ز بذل مال در راہش کسے مفلس نے گردد
خدا خود مے شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

اس شعر میں لفظ ناصر شاید اسی طرف پہلے سے ہی اشارہ کرتا ہے کہ حضرت میر ناصر نواب صاحب کو اللہ تعالےٰ اس بات کی ہمت دیگا۔ کہ جماعت کو بذل مال کی طرف ہمیشہ متوجہ کرتے رہیں اس کام کے واسطے جس قدر تکلیف اور صعوبت لمبے سفروں کی میر صاحب موصوف نے اٹھائی ہے اور کسی نے نہیں اٹھائی اور پھر اس ساری محنت کے چندے میں سے اپنے نفس کے لئے کچھ نہیں لیا بلکہ سب دینی کاموں کے واسطے لیا ہے۔ میر صاحب کا وجود بھی اس سلسلہ کی صداقت کے واسطے ایک نشان ہے کہ ایسے مخلص خداوند تعالےٰ نے اس سلسلہ کی خدمت کے واسطے پیدا کر دئے ہیں۔ جو رات دن دین کی نصرت میں مصروف ہیں ؎

کرم صد کرم کن بر کسے کو ناصر دین است
بلائے او بگرداں گر گہے آفت شود پیدا

وہی میر صاحب اب آپکے پاس آئے ہیں اور ان کے ہمراہ علی اور صادق ہے امید ہے کہ اب آپ صاحبان نصرت دین میں اعلےٰ ہمت دکھا کر اپنے صدق کا نمونہ دکھائیں گے۔

امرتسر میں مبلغ ڈیڑھ سو روپے کے قریب نقد چندہ جمع ہوا اور باقی احباب نے یکم جولائی کو روپے بھیجنے کا وعدہ فرمایا امرتسر کے ذکر میں جناب بابو صفدر جنگ صاحب پنشنر انسپکٹر پولیس کا خاص شکریہ ضروری ہے جنہوں نے ہمارے وفد کے ساتھ ہمدردی کی۔ خود بھی چندہ دیا اور بعض دیگر سے بھی دلایا اللہ تعالےٰ بابو صاحب کو جزائے خیر دے اور ان کے نیک ارادوں میں برکات نازل کرے۔

کپورتھلہ امرتسر سے ہم کپورتھلہ گئے۔ معلوم ہوا کہ اکثر دوست وہاں نہیں ہیں تاہم کچھ چندہ ہوگیا۔ وہاں سے حاجی پورہ جانے کا ارادہ تھا۔ مگر وہاں کے رئیس محبی منشی حبیب الرحمان صاحب وہیں پہونچ گئے۔ اور ہمیں وہاں جانے سے اور اپنے آپکو مہمانداری کی تکلیف سے بچالیا۔

احباب کپورتھلہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدیمی خدام میں سے ہیں۔ ان کی مجلس میں حضور علیہ السلام کی باتوں کا کچھ نہ کچھ تذکرہ آہی جاتا ہے۔ محبی مکرمی منشی ظفر احمد صاحب نے ذکر کر رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود کی بعثت کی اصل غرض یہی تھی کہ ایک خدا پرست متقی جماعت طیار ہوجائے۔ ہمارا فرض سب سے پہلا یہ ہے کہ ہم اپنی حالت کو درست کریں۔ منشی صاحب نے کہا کہ ایک دفعہ حضرت موصوف نے فرمایا تھا۔

”میں تم کو مسیح پرست نہیں بنانا چاہتا۔ بلکہ مسیح بنانا چاہتا ہوں“

سبحان اللہ! خدا کے پیارے کا ارادہ اپنی جماعت کے افراد کے متعلق کیسا اعلےٰ ہے۔ اور کس عالی ہمتی کا نمونہ ہے۔

محاسبہ امرتسر اور کپورتھلہ کی جماعتیں اپنے حساب کتاب کو آپ ٹو ڈیٹ اور ستھرا رکھنے میں کمزور پائی گئی ہیں جو کچھ بھی وصول ہو یا نہ ہو۔ حساب کا معاملہ ہر جگہ بہت صفائی چاہتا ہے۔ رجسٹروں میں کاٹ نہیں ہونی چاہیئے۔ پنسل کا اندراج نامناسب ہے۔

کپورتھلہ سے واپس ہوکر یکم جولائی کو داخل دار الامان ہوکر فالحمد للہ۔

(ع۔ ص)

ریویو

زبدۂ ذکر خیر حاجی شاہ میاں محمد شیر صاحب کے مختصر سوانح ان کے عقیدتمند نے تحریر کئے ہیں۔ قیمت ۱۲ ملنے کا پتہ۔ جناب شیخ محمد عظیم اللہ صاحب جنرل مرچنٹ کمیشن ایجنٹ چوک بزازہ۔ کانپور

الخاتون مرزا عرفان علی بیگ صاحب ڈپٹی کلکٹر میں اکبر آباد (مصنف آداب الہند۔ عبارہ۔ سفرنامہ حجاز) کی تصنیف الخاتون ہرسہ حصہ اردو لٹریچر میں ایک قابل قدر اضافہ ہے بالخصوص پردہ پر جو دیباچہ ہے وہ یورپین تہذیب کے دلدادہ لوگوں کو ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے۔ حصہ اول میں دیباچہ اور تین ہندو دیویوں کا تذکرہ ہے۔ حصہ دوم میں اسلامی خواتین کا ذکر ہے اور حصہ سوم خواتین ہند کے سوانح تواریخ مستندہ سے لیکر درج کئے گئے۔ لکھائی چھپائی۔ کاغذ بہت اعلےٰ ہے قیمت ہرسہ حصہ مبلغ ہے۔ جو مؤلف کی محنت اور کتاب کی خوشنمائی کے مقابلہ میں کچھ نہیں۔ ملنے کا پتہ۔ جناب ڈپٹی صاحب پبلی سٹی

شورش ہند پر ایک نظر یہ ایک دوائی ہے۔ جو پٹیالہ میں ٹھاکر مختار مہدی صاحب نے عین ضرورت کے وقت پولیٹیکل مریضوں کے لئے تجویز کی۔ برطانیہ راج کے برکات کو ظاہر کرتے ہوئے برادران وطن کو ایک مفید نصیحت کی ہے۔ اس رسالہ کی قیمت پہلے ۴ر تھی۔ مگر علی گڈھ انسٹیٹوٹ کی سفارش پر کہ گورنمنٹ کی خیر خواہی میں ایسا مفید رسالہ جو لکھا گیا ہے۔ پبلک میں مفت تقسیم کرنا چاہیئے۔ ٹھاکر صاحب نے اس تجویز کو منظور فرمایا ہے۔ صرف ٹکٹ ڈاک بھیجنے سے درخواست کنندوں کو یہ رسالہ اب مل سکتا ہے۔ ملنے کا پتہ۔ ٹھاکر مختار مہدی صاحب۔ شیر دل والا دروازہ۔ ریاست پٹیالہ۔

رسالہ خفیہ تحریر قاری محمد حبیب الرحمٰن صاحب متخلص بناقص ترکی دروازہ علی گڈھ نے راز کی باتوں کو ہندسوں میں لکھنے کا ایک طریقہ ایجاد کیا ہے جس پر عمل کرنے سے وہ لوگ جو اپنے راز سے کسی اور کو آگاہ نہیں کرنا چاہتے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ قیمت ۲۰ روپے اور قاری صاحب موصوف سے مل سکتی ہے۔

آخر نقاب اڑ گیا یہ ایک انگریزی ناول کا ترجمہ ہے اصل ناول میں جو کچھ خوبی یا نقص ہے وہ تو یورپین مصنف کے ذمہ ہے اس کے ذکر کی ضرورت نہیں لیکن یورپین خیالات کو جو اردو جامہ ہمارے انڈین ہا دلسٹ ماسٹر۔ ایم۔ جی۔ مرح صاحب نے پہنایا ہے۔ وہ اُسے ایسا فٹ آیا ہے۔ کہ اگر صاحب موصوف خود ہی نہ بتلا دیتے۔ تو اسے ضرور اردو کے اور جنل ناولوں کی الماری میں جگہ دیجاتی قیمت اصلی فی نسخہ عمہ۔ آجکل رعایتی قیمت صرف ۱۲ر ہے۔ ملنے کا پتہ۔ ماسٹر محمد غلام حسن صاحب آنریری کمشنر ڈسٹرکٹ انجمن حامی تعلیم نسوان۔ ملتان۔

تذکرہ نجیبیہ طریقہ سہروردیہ جن مقدس بزرگ شیخ سے تعلق ہے۔ ان کا اسم گرامی حضرت شیخ ابو النجیب عبد القادر ہے۔ حضرت موصوف علیہ الرحمۃ سہرورد کے رہنے والے تھے۔ ان کے سوانح محققانہ رنگ میں جناب مولوی شاہ حسن میاں صاحب پھلواری نے شائع کرکے اردو دان پبلک پر احسان کیا ہے۔ فرضی قصوں اور بے اعتبار روایتوں سے کتاب کو پاک رکھا ہے اور خوب کیا کہ خدا کے پیارے بندوں کے اصلی اور صحیح واقعات کا

۲۹- جون ۱۹۱۱ء

فرمایا۔ مسلمان جب سے اس مرض میں مبتلا ہوئے ہیں ذلیل ہیں وہ خدا کے فضل کو بھول گئے۔ اور "تسخیر" کے پیچھے پڑ گئے ہماری طرف جب رجوع خلائق دیکھتے ہیں۔ تو گمان کرتے ہیں ہمیں کوئی وظیفہ یاد ہے۔ جس سے تسخیر کر لیا ہے خدا تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ سخر لکم ما فی السمٰوٰت و ما فی الارض جمیعًا (۲) و سخر لکم اللیل والنھار والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ جب یہ نعمت قرآن مجید میں پہلے ہی موجود ہے۔ تو اسقدر گھبراہٹ کی کیا ضرورت ہے۔

دوسرا مرض مسلمانوں میں ناشکری ہے۔ اور وہ حلال و حرام میں تمیز نہیں کرتے۔ حلال رزق سے اولاد نیک صالح پیدا ہوتی ہے۔ اور عبادت میں لذت ملتی ہے۔

فرمایا۔ پہاڑوں کے فائدے ہیں۔ از آنجملہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان تمید بکم۔ جس کے چار معنے ہیں (۱) تا کہ تم ہلاک نہ ہو جاؤ (۲) پہاڑ تمہارے ساتھ چکر کرتے ہیں (۳) کھانا دیتے ہیں تمہیں (۴) زمین ایک طرف جھک نہ جائے۔

فرمایا۔ انسان کا ایک ایک بال بھی نعمت ہے دیکھو ایک بانکے جوان پر ایک بال بھی سفید آ جائے جب تک موچنے سے نوچ نہ لے۔ اسے قرار نہیں آتا۔

فرمایا۔ بدیوں سے بچنے کے لئے اسی بات کا مطالعہ سخت ضروری ہے۔ کہ اللہ چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے

۳- جولائی ۱۹۱۱ء

فرمایا۔ ہجرت یہ ہے۔ کہ ایک چیز سے تعلق ہے۔ اور اللہ اسے پسند نہیں کرتا۔ بس اس تعلق کو محض اللہ کی رضامندی کے لیئے چھوڑ دیا۔ چنانچہ نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ المهاجر من هجر ما نهى الله عنه۔

فرمایا۔ اللہ کی رضا کے لیئے کوئی چیز چھوڑ دیجائے تو اللہ اس سے بہتر بدلہ دیتا ہے حضرت ابوبکر۔ حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو کچھ چھوڑا اس کا بہتر سے بہتر بدلہ پایا۔ اسی ہجرت کا اجر ہے۔ کہ ابتک ان کی قوم معزز سمجھی جاتی ہے۔

فرمایا۔ قرآن نے جو کچھ بتایا ہے غور کریں تو انسان کا دل اسکا فہم اس کی روح اس کو مانتی ہے صرف بھولی ہوئی بات یاد کرائی جاتی ہے۔ اسی لئے قرآن کا نام ذکر ہے۔

فاسئلوا اہل الذکر کے نعوذ باللہ یہ معنے کہ عیسائیوں اور یہودیوں سے پوچھو۔ بالکل غلط ہیں۔ انکو کیا معلوم

فرمایا۔ انسان حرامخوری کرتا ہے۔ اللہ کی نافرمانی کرتا ہے مگر بدنتیجہ نظر نہیں آتا۔ تو وہ دلیر ہو جاتا ہے۔ مگر جب پیمانہ لبریز ہوتا ہے۔ تو فوراً پکڑا جاتا ہے۔

فرمایا۔ ظاہر سے باطن کی طرف جانا مسلمانوں کا معمول نہیں رہا۔ بلکہ بعض تو یہانتک کہتے ہیں۔ کہ دل صاف چاہیئے اعمال خواہ کیسے ہوں۔ یہ انکی غلطی ہے۔

فرمایا۔ انگریزوں کی صناعیاں (ریل ہوائی جہاز تار) دیکھ دیکھکر حیرت آتی ہے۔ مگر مجھے اس سے بڑھکر تعجب آتا ہے۔ انکے اس عقیدہ پر کہ وہ عاجز و غریب انسان کو خدا یا خدا کا بیٹا سمجھتے ہیں۔

فرمایا۔ اللہ کی کتاب اور نبی کریم کی ارشادات پر جو قوم متمسک ہے اس میں اختلاف کم ہے۔ پھر جن میں خشیۃ اللہ ہے ان میں اور بھی اختلاف کم ہے۔

فرمایا۔ ہر روز اپنے کھانے کا مطالعہ کرو۔ کپڑے کا مطالعہ کرو۔ آمدنی کا مطالعہ کرو۔ کہ حرام تو نہیں مشتبہ مال ہرگز استعمال نہ کرو۔ کیونکہ اس سے دل سیاہ ہو جاتا ہے

فرمایا۔ ہم سے سواد عا کے کیا ہو سکتا ہے۔ حکومت تھوڑی نہیں۔ کہ زبردستی منوایا جائے۔

۴- جولائی ۱۹۱۱ء

فرمایا۔ انبیاء کرام ذات الٰہی کا بہت ادب کرتے ہیں۔ ابو الانبیاء خلیل الرحمٰن حضرت ابراہیم فرماتے ہیں۔ یطعمنی و یسقین فاذا مرضت فھو یشفین۔ کھانا کھلانے اور پانی پلانے کو تو خدا کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور مرض کو اپنی طرف۔ ایسا ہی سورہ کہف میں ایک ولی اللہ نے کشتی کا عیب ناک کرنا اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ فاردت ان اعیبھا۔ غرض انبیاء کا مذہب یہ ہے کہ والشر لیس الیک

فرمایا۔ مجھے قرآن مجید سے محبت ہے اور بہت محبت ہے قرآن مجید میری غذا ہے۔ میں سخت کمزور ہوتا ہوں۔ قرآن مجید پڑھتے پڑھتے مجھ طاقت آ جاتی ہے۔

فرمایا۔ بچپن سے خدا نے مجھے اس دین پر چلایا ہے جس پر میں اب ہوں۔ اور میں چاہتا ہوں۔ کہ اسی پر میرا خاتمہ ہو

فرمایا۔ مجھے خدا ہمیشہ قرآن سے عقلی دلائل سمجھاتا ہے یہ اس کا فضل ہے

فرمایا۔ قرآن مجید دنیا میں سے اختلاف دور کرنیکے لئے آیا افسوس ہے کہ بعض بدبخت سمجھتے ہیں۔ قرآن میں اختلاف ہے حالانکہ قرآن مجید اختلافی مسائل میں ایک فیصلہ بتاتا ہے پھر اختلاف مٹا کر اس راہ پر چلاتا ہے جس پر چلنے سے خدا راضی ہو۔ پھر اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ خدا کی رحمتوں سے انسان مالا مال ہو جاتا ہے۔

فرمایا۔ عربی میں چار سو نام شہد کا ہے۔

فرمایا۔ جیسے بارش ہو۔ تو زمین سے روئیدگی نکلتی ہے اسی طرح جب وحی آسمانی کا نزول دل پر ہو۔ تو عجیب عجیب معارف و حقایق کھلتے ہیں۔

فرمایا۔ کہ جب مکھی کے پیٹ سے وحی الٰہی کے سبب شہد جیسی نافع چیز نکلتی ہے۔ تو پھر انبیاء کے ذریعے وحی کے نزول سے کیا کیا فوائد مخلوق الٰہی کو پہونچ سکتے ہیں۔

فرمایا۔ جیسے بھوسہ اور خون میں دودھ موجود ہے مگر اسے سوا الٰہی مشین کے کوئی نکال نہیں سکتا۔ اسی طرح دنیا میں صداقتیں تو موجود ہیں۔ مگر وہ صرف وحی کے ذریعے الگ ہو سکتی ہیں۔

۵- جولائی ۱۹۱۱ء

فرمایا۔ فضیلت اگر کھانے سے ہو۔ تو پھر ہاتھی اور مچھلی کی زیادہ قدر ہو۔

فرمایا۔ کام کرنیوالا اور نہ کرنیوالا ہرگز برابر نہیں ہو سکتے۔ عرب میں امرا فصحا شعرا موجود تھے۔ لیکن غور کرو۔ کوئی ان میں سے خدا کے لیئے بھی کام کرتا تھا۔ ہرگز نہیں برخلاف اسکے حضرت نبی کریم دن رات خدا کے کام میں مصروف رہتے اسکا نمونہ ہم نے اس زمانہ میں بھی دیکھا۔ حضرت صاحب کا حال یہ تھا۔ کہ سر میں چکر اور اسہال۔ مگر پھر بھی بڑا کام کرتے۔ اور اکثر میں نے آپ کی زبان سے سنا کہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ اور کام (دین کی ترقی) ابھی ادھورے پڑے ہیں۔

فرمایا۔ تم میں سے کوئی سعادت مند ہو جو سوچے کہ خدا نے کیا کیا نعمتیں دی ہیں اور پھر اس نے مخلوق کی بہتری اور خدا کی رضامندی کے لیئے کیا کام کیا ہے۔ میں نے پاگلوں کو دیکھا ہے۔ کبھی کسی نے کھانا کھاتے وقت بجائے منہ کے کان میں نہیں ڈالا۔ بلکہ اپنے مطلب کے لیئے خوب دانائی سے کام لیتے ہیں۔ پس انسان کی اس میں کوئی خوبی نہیں۔ کہ وہ اپنے نفس کی خواہشوں کے پورا کرنے میں ہوشیار ہو۔ بلکہ دیکھنا یہ ہے کہ وہ دوسروں

نوٹ - نمبر ۱ و ۲ و ۳ و ۴ میں بیان مولوی سراج الدین صاحب [illegible]

عُجب اور تکبّر

یہ دونوں لفظ گو ایک ہی معنوں مین استعمال ہوتے ہیں لیکن ان میں کسی قدر فرق ہے۔ کیونکہ عجب میں صرف اپنی کسی طاقت یا کسی چیز پر گھمنڈ کرنا اور اترانا داخل ہے۔ اور تکبّر میں اس کے ساتھ دوسروں کی تحقیر کرنا بھی شامل ہے۔

جب غور سے دیکھا جاتا ہے۔ تو صاف طور پر یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے۔ کہ تمام گناہوں کی جڑھ تکبر ہوتا ہے کیونکہ گناہ احکام الٰہی کی نافرمانی سے ہوتے ہین۔ اور نافرمانی کے لیئے جزو اعظم تکبر ہوتا ہے۔ یعنی کسی حکم کی نافرمانی کا خیال پیدا ہونیکے اسباب یا تو خود اس حکم کی تحقیر یا حکم کرنیوالے کی تحقیر یا اس حکم کو لانیوالے کی تحقیر یا اس حکم پر چلنے والوں کی تحقیر کا ذہن میں سماجانا ہوتے ہین۔ یہ ایک ایسی بدبختی ہے۔ کہ جس کیوجہ سے انسان ان برکتوں سے جو کسی کام کے کرنیسے پیدا ہونیکا اسے خود بھی یقین ہوتا ہے۔ محروم رہجاتا ہے۔ جس دماغ مین اپنی بڑائی کا خیال دامنگیر ہے۔ وہ کسی دوسرے کی بات کو سنناتک بھی پسند نہین کرسکتا۔ متکبر کے لیئے اپنی بڑائی کا فخر ہی ایک دنیا ہے جس سے باہر تمام عالم تاریک پڑا ہوا ہے۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے مدنی الطبع بنایا ہے اور اسکی قوتوں اور طاقتوں کے پورے نشو و نما اور صحیح استعمال کے لیئے اسکو دوسرونکے نمونے اور اقوال و افعال اور انکے نتائج کے مطالعہ کا محتاج کیا ہوا ہے۔ انسان کی زبان عادت خصلت حرکات و سکنات معاشرت تحصیل وغیرہ سب اپنے اہل نواح سے ماخوذ ہوتی ہیں۔ جیسے لوگوں میں کسی شخص کو رہنے کا موقعہ ملتا ہے۔ انھیں کے سانچے میں اسکے حالات ڈھلتے جاتے ہین۔ جانور کا بچہ جہاں لیجاؤ اپنی زبان اور جبلت کو نہین بدل سکتا۔ لیکن انسان کا بچہ بدل سکتا ہے۔ اور یہ خاصیت انسان میں اسی لیئے رکھی ہوئی ہے۔ کہ وہ ہمیشہ ترقیات کرتا جائے۔ اور اس اعلیٰ زینہ پر پہونچ جائے۔ جسپر پہونچانے کے لیئے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ تشریف لاتے رہتے ہیں۔ اور اسی غرض کی تکمیل کے لیئے اللہ تعالیٰ ہمیشہ انبیا اور مرسلین کو بھیجتا رہتا ہے۔ اور انکو وہ احکام تبلیغ کرنیکے لیئے تعلیم کرتا رہتا ہے۔ ہر ایک طبقہ سے اٹھکر اعلیٰ مدارج ترقیات پر پہنچا سکتے ہیں۔ اور اسکی ذات شریف ان احکام کی تعمیل کا ایک صحیح عملی نمونہ ہوتی ہے۔ جس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ جو احکام وہ خدا کی طرف سے لائیں۔ انکو لوگوں میں پہونچائیں۔ اور لوگ انکو قبول کرکے اُنپر عمل کریں۔ تا ترقیات کے اعلیٰ معراج پر پہونچ سکیں۔ اور انتہائی گول رضاے الٰہی کی حاصل کر سکیں اور ان احکام پر عملدرآمد کرنیکے لیئے ان انبیاء کی ذات میں نمونہ دیکھیں۔ اور اسکے علاوہ اس بات کو دیکھ لیں کہ جو شخص خدا تعالےٰ کے حکموںپر چلتا ہے۔ اسکی خدا تعالیٰ کن کن راہوں سے نصرت کرتا ہے اور کس طرح انکا کفیل اور وکیل ہوجاتا ہے۔ اور انکی حمایت کے لیئے کیسے کیسے اسباب مہیّا کردیتا ہے۔

لیکن جس سر میں یہ بات ہو کہ جو کچھ میرے پاس ہے۔ وہ کسی کو بھی حاصل نہیں۔ میرا حسب ونسب سب سے اعلےٰ اور بلند ہے۔ میرا خاندان بڑا ہے۔ میرا علم بڑا ہے میری طاقت وقوت بڑی ہے۔ اور دوسرے میرے سامنے بالکل ہیچ ہیں۔ ایسا آدمی کب کسی کی بات کو سن سکتا ہے اور کب اسپر عمل کرسکتا ہے۔ اور کب کسی بہتر بات کے فیض اور برکت سے بہرہ اندوز ہوسکتا ہے۔

شیطان کا قصہ مذہبی تواریخ کے صفحات کی ابتدا کرتا ہے۔ یہ کوئی فرضی یا وہمی اور بے بنیاد واقعہ نہیں اس واقعہ کی تواتر سے شہادت مذہبی دائروں میں نہایت مستند طور سے چلی آتی ہے آدم کو پیدا کرنے سے جن برکات اور انعامات کا برسانا اللہ تعالےٰ کو منظور تھا۔ ان سے محروم ہونیکے لیئے شیطان نے سب سے پہلا جرم تکبّر ہی کیا تھا۔ اسی تکبر نے اسکو خدا کا حکم ماننے سے باز رکھا۔ اور یہی عذر پیش کیا کہ میں اس سے حسب ونسب میں افضل ہوں۔ میری پیدائش آگ سے ہے۔ اور یہ خاک سے پیدا ہوا ہے۔ میں اسکے لیئے آپکا حکم ہی نہیں مان سکتا۔ اسکے دماغ میں یہ خبط سما گیا تھا۔ کہ آگ مٹی سے افضل ہوتی ہے۔

شیطان کا یہ قصہ تبلا رہا ہے کہ اسے اپنی بڑائی کے خبط نے ان تمام انعامات سے محروم کردیا۔ جو ملائکہ نے حکم مان کر حاصل کر لیئے۔ حالانکہ ملائکہ نے بھی ایک جھگڑا کیا تھا اور خلافت کے لیئے اپنے حقوق پیش کرکے کہا تھا۔ کہ آدم تو دنیا میں فساد اور خونریزی کریگا۔ اور ہم چونکہ ہمیشہ تیرے حمد کے تسبیحات کرتے رہتے ہیں اسلیئے ہمارا حق فائق ہے۔ لیکن انکا یہ کہنا تکبّر کیوجہ سے نہ تھا۔ وہ تو الٰہی حکم بجالاکر آدم کے حقوق کی ترجیح کو شیطان کے مقابلے میں مان گئے تھے۔ اور اس درخواست کے موقعہ پر بھی جب انکا امتحان لیا گیا تو خود بول اٹھے تھے لا علم لنا الا ما علمتنا۔ اور جو فیصلہ اللہ تعالےٰ نے کیا تھا۔ اس سے انحراف نہیں کیا تھا۔ بلکہ اُسے نہایت عزت کیساتھ تسلیم کرلیا تھا لیکن شیطان نے اپنے گھمنڈ پر خدا کا کہا نہ مانا۔ اور انکار کردیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر قسم کی نامرادی اور بدبختی اسکے ہاں جمع ہوگئی۔

غرض تکبّر برکات اور کامیابیوں کے حصول کے رستے میں ایک خطرناک روک ہے۔ متکبّر کے دل میں جو باتیں اپنی بڑائی کی سمائی ہوتی ہیں۔ انکی دراصل وہ حقیقت نہیں ہوتی جو وہ سمجھ بیٹھا ہوتا ہے۔ اسکا اندازہ اپنے متعلق ہمیشہ غلط ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں۔ انسان بہت کچھ ترقیات کرسکتا ہے۔ لیکن کوئی ترقی ایسی نہیں ہوتی کہ جس کو انسانی طاقت حاصل نہ کرسکتی ہو۔ ان لوگوں کے سوا جنکو خدا نے خاص طور پر خرق عادت کے اظہار کا شرف بخشا ہے کوئی انسان خارق عادت ترقی نہین کرسکتا۔ کہ جسکو حاصل کرنا انسانی قوت سے باہر ہو ایک سے ایک بڑھا جارہا ہے۔ پھر کونسی گنجائش ہے کہ کوئی آدمی اپنی کسی بات پر تکبّر کرسکے تکبّر ایک جھوٹ پر اڑنا ہوتا ہے۔ یہ ایک غلط فہمی غلط اندازہ اور اپنے آپ کو دھوکہ میں ڈالنا ہوتا ہے۔ تکبّر کی آنکھیں اندھی ہوتی ہیں۔ اس کے کان بہرے ہوتے ہیں۔ کہ وہ دوسرونکی خوبیوں کو نہ دیکھ سکتا ہے۔ اور نہ سن سکتا ہے اسکی حالت ایک دیوانے کی سی ہوتی ہے۔ جس کے اندر سے دوسرونکے جوہر دیکھنے قدر کرنیکی طاقت سلب ہوچکی ہوتی ہے۔ متکبر کی انتہا خدائی کا دعوٰی ہے۔ متکبر جاہل اور بیخبر رہتا ہے۔ اور دوسرونکے محاسن سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا وہ کچھ سیکھ نہیں سکتا اور نہ ہی بھلائی حاصل کرسکتا ہے۔ وہ اپنے معلومات یا موجودات کے خزینہ کو ہمیشہ متعفن کرتا رہتا ہے۔ ہر ایک گناہ کی ابتدا تکبّر سے ہی ہوتی ہے۔

متکبّر ہمیشہ محروم اور نامراد رہتا ہے۔ اور کبھی فتح و نصرت کا منہ نہیں دیکھ سکتا۔ تکبّر کا ذرا سا خیال بھی انسان کو محروم کردیتا ہے انسان جس طاقت پر اتراتا ہے وہی طاقت اسکی محرومی کا موجب ہوتی ہے۔ عجب بھی ایک ایسی ہی چیز ہے۔ گو اس میں دوسرونکی حقارت کا خیال شامل نہیں ہوتا ہے لیکن اسکا نتیجہ بھی یہی ہوتا ہے۔ کہ انسان سے وہ نعمت چھین لی جاتی ہے۔ انسان کے دوسرے حقوق بھی اس کے لیئے سفارش نہیں کرسکتے۔ بلکہ حقوق باطل ہوجاتے ہیں۔

(باقی آیندہ)

دعا کرو - پیر غلام غوث محمد قریشی ساکن گوئیکے جو اس سال حج کرکے آئے ہیں اسہال وبخار سے بیمار ہیں احباب سے درخواست ہے کہ انکی صحت عاجلہ شفاء کاملہ کی دعا کیجائے۔

انٹر مسلم کونسلی ایشن

(مسلمانوں کی اندرونی اصلاحی لیگ)

۲

جن لوگوں نے مسلمانوں کی موجودہ حالت پر دردِ دل اور سچی خیرخواہی سے غور کیا ہے۔ اور انکے زوال اور نکبت کے اسباب کو معلوم کرنیکے لیئے کچھ وقت خرچ کیا ہے۔ اور ان میں سے قومی پژمردگی کے آثار کو دور کرنیکے لیئے تروتازگی کی خوشگوار ہوا کو ان میں نفوذ کرنیکے ذرایعہ کا مطالعہ کیا ہے۔ وہ اسبات کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ کہ جن مضبوط اصول کی چٹانوں پر اسلام کی ترقی کا مدار ہے اور جن پاکیزہ چشموں کے پانی پر اس گلزار شادابی اور سرسبزی کا انحصار ہے۔ وہ بذات خود ایسے مستقل اور دائمی ہیں کہ کوئی گردش انکو باطل ہیں کرسکتی۔ اس میں کلام نہیں کہ اسلام نے بخل اور تنگ ظرفی سے کام نہیں لیا اپنا ہو یا پرایا جو کوئی ان اصول کو اپنا مسلک بناتا ہے وہی کامیابی کا پھل کھالیتا ہے۔ مسلمانوں نے یہ برے دن اسلام کو چھوڑ کر دیکھے ہیں اور غیروں نے بعض باتیں اسلام کی اختیار کرکے فائدے اٹھائے ہیں۔

اسبات کے تسلیم کرنے میں شک نہیں ہوسکتا۔ کہ احکام کی خلاف ورزی کرنیوالے حاکم کی حمایت اور پناہ کے سایئے سے نکلجاتے ہیں۔ مسلمان اپنے اندر غور کرکے دیکھیں اور اپنی ضمیر کو صحیح کرکے اپنے سارے کارنامے اور اپنی روزمرہ کی ڈائری اپنے سامنے رکھکر اسے مطالعہ اور موازنہ کریں اور پھر اپنے متعلق آپ ہی فتوٰی دیں کہ کیا وہ احکام اسلام کی پابندی کرتے ہیں۔ ہر ایک انصاف پسند راست گو آدمی خواہ وہ کسی فرقہ اسلامی سے تعلق رکھتا ہو اسکا جواب نفی میں دیگا۔

صرف چھوٹی چھوٹی باتوں میں خلاف ورزی احکام اگرچہ قابل معافی بھی ہوسکتی ہے۔ اور اسکے نتایج اور سزائیں معاف اور نظرانداز بھی ہوسکتے ہیں لیکن وہ اہم امور جو قومی تمدن کے شیرازہ کو درہم برہم کرنیکا موجب ہوتے ہیں اگر انکو توڑ دیا جائے۔ اور اس توڑنے پر ایسا اصرار کیا جائے۔ کہ بڑے بڑے بردبار کا صبر بھی تھکجائے۔ تو پھر صاف طور پر سمجھ میں آسکتا ہے کہ وہ قوم برباد ہوکر ہی رہیگی۔

ابتداے آفرینش سے دنیا تجربہ کرچکی ہے کہ اندرونی نفاق خاندانوں اور قوموں کے تباہ کرنے میں سب سے موثر اور خطرناک ذریعہ ہوتے ہیں اسی کی طرف قرآن شریف نے اشارہ فرمایا ہے۔ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ریحکم اور دوسری جگہ ولا تفرقوا کہا ہے جس سے منشاء الٰہی یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپس میں تفرقہ اور نزاع کرنا ایک ایسی بری چیز ہے کہ جس سے بدبختی کی پھوٹ ایک قوم یا خاندان میں پڑجاتی ہے۔ اور قومیت کی عزت سب کی سب ملیامیٹ ہوجاتی ہے۔ یہ مرض مسلمانوں میں ایسا ہاتھ دھوکر پیچھے پڑا ہوا ہے۔ کہ باوجودیکہ وہ سب کچھ سمجھتے ہیں لیکن پھر بھی باز نہیں آتے پھر تمام نقص جو قومی محل کی تعمیر میں مہلکات کا کام کررہے ہیں سب اسی کا نتیجہ ہیں۔

جب اسلامی قومیت پہلے پہل بنی تھی تو سب سے پہلا اور ضروری کام یہی کیا تھا۔ کہ آپس کے جھگڑے تفرقے تنازعے سب چھوڑا دیئے گئے تھے۔ پس انکا تفرقوں کی تاریکی سے نکلنا تھا۔ کہ محبت اور اخوت کا آفتاب ان پر چڑھ آیا اور انکے اقبال کا ستارہ چمک اٹھا۔ مگر یہاں تو ہم تو در کنار گھر گھر میں پھوٹ پڑی ہے۔ اور یہ پھوٹ ان میں کچھ ایسا زبردست اثر کرگئی ہے۔ کہ انکو اپنے پنجے سے نکلنے نہیں دیتی

یہ بھی مسلمانوں کی بدبختی ہے۔ کہ اپنے لیئے ہمیشہ پیچ در پیچ جدید رستے تجویز کرتے رہتے ہیں۔ انکو یہ سمجھ لینا چاہیئے اسلام نے ترقی کے گر ایسے پایدار اور مختصر اور بے تکلف بتائے ہیں کہ ان پر عمل کرنے میں نہ تو کوئی تکلیف ہوتی ہے۔ اور نہ کچھ بڑے لمبے چوڑے ایثار کرنے پڑتے ہیں۔

کامیابی کا ایک محکم گر یہی ہے۔ کہ مسلمان اپنے عقاید اور اعمال کے لحاظ سے پورے طور پر اور پکے مسلمان ہوجائیں۔ وہ فضول عقاید اور وہم پرستی اور خلاف حق گزینی کے طریقے چھوڑ دیں۔ اور اخلاص اور بےنفسی کے سیدھے سادے مسلمان بن جائیں۔ اور قرآن شریف کے احکام کی تعمیل کریں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نمونہ کو اپنا مسلک بنائیں۔ تو پھر ہر ایک مراد اور مقصد انکے دروازے پر خود بخود آن کھٹکھٹائیگا۔

بحیثیت ایک مسلمان ہونیکے یہ ماننا ضروری ہے کہ مرادات اور مقاصد کا عطا کرنا اور اپنی امور میں فلاح اور کامیابی دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اگر کوئی کسی کوشش پر بھروسہ رکھتا ہے۔ تو وہ کوشش بھی خدا تعالیٰ کی مرضی کے بغیر بارور نہیں ہوسکتی۔ ہر ایک کوشش اسکی توفیق عطا کرنے سے ہوسکتی ہے۔ پس جبکہ یہ حال ہے تو کیا وجہ ہے کہ ہم اس خدا کو راضی نہ کریں اور اسکی رضاجوئی کے بغیر کوئی اور رستے اپنی بہتری کے تجویز کریں۔

یہی اصلاح ترقی اور کامیابی کا زینہ ہے۔ اسکے لیئے سب سے پہلا کام یہ ہے۔ کہ خیالات صحیح کئے جائیں۔ باطل اور غلط اور فضول عقیدوں سے دماغ کا تنقیہ کیا جائے۔ اور اوہام پرستی کے گرد و غبار سے اندرون دھو دیا جائے۔ اور دل کو اپنے قابو میں کرلیا جائے یہی ایک بڑا اہم اور ضروری کام ہے جس پر اصلاح کے محل کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے۔ اس تنقیہ کیلئے ضروری ہے کہ کسی حاذق طبیب کی خدمات سے فائدہ اٹھایا جائے

یہ لوگ جو مسلمانوں کے ترقی کے خیال میں سرشار ہو کر مختلف پیرایوں اور راہوں سے کوشش کررہے ہیں کاش اگر وہ اس حقیقت کی تہ تک پہونچیں۔ اور سطحی تجاویز کو چھوڑ کر اس اندرونی اور حقیقی سر کو سمجھیں جو اسلامی اخوت اور قومیت کا الٰہی آرزو ہے۔ تو انکو جلدی منزل مقصود نصیب ہوسکتی۔

خودغرضی اور خودروی کے استقبال کے لیئے اسلامی ترقیات طیار نہیں اخلاص اور انکسار یہاں مقبول ہوتا ہے۔

دنیا میں تمام محاسن اور فنون اور علوم خاص ماہرین کے ذریعہ سے ترقی پاتے ہیں لیکن اسلام کی ترقی اور بہبودی کیلئے معلمین کا طیار کرنا خاص طور پر اللہ تعالےٰ نے اپنے ہاتھوں میں رکھا ہوا ہے۔ ایسے ماہر انکو خود طیار کرکے اللہ تعالیٰ دنیا میں بھیجتا رہتا ہے۔ انکو وہ سچا علم دیا جاتا ہے جس سے وہ مضرات کو خوب شناخت کرسکتے ہیں اور سچی راہوں کو منکشف کرکے ان پر چلنے کے راہ عیاں کرسکتے ہیں

یہ زمانہ بھی کمال تنزل کا زمانہ تھا۔ خدا تعالےٰ نے اس میں بھی اس کے مطابق اپنا معلم نازل کیا۔ اسکو مان لینا یا نہ مان لینا ایک جدا مسئلہ ہے۔ لیکن بہی خواہان اور حامیان اسلام کا یہ فرض ضرور ہے کہ وہ ایک جماعت منتخب کرکے ایک اصلاحی لیگ قائم کریں جو مسلمانوں کی اندرونی اصلاح کے اسباب پر غور کرے اور اس مامور کی باتوں کو سنے اور غور کرے پھر ان پر فیصلہ کرکے جو کچھ وہ بہتر سمجھیں اسکو پبلک کے فائدہ کے لیئے شایع کرویں اور پبلک کو عمل کرنیکی ترغیب دیں

یوں تو لیگ اور انجمنیں بہت اغراض اور مقاصد کے لیئے قائم ہوتی ہیں لیکن کیا کوئی صاحب دل جماعت ایسا مجموعی اور مشترک لیگ قائم کرنیکے لیئے طیار نہیں ہوسکتا جو اس اعلیٰ غرض کو پورا کرسکے۔ اصل میں عقلمندوں کے نزدیک اپنی اعلےٰ اغراض کو حاصل کرنا ایک امر مقدم ہے ہمیں اس بات میں مضایقہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ جو بات ہمکو حاصل کرنا ہے۔ وہ کس قسم کے آدمی سے حاصل ہوتی ہے۔ جو شخص اعلیٰ مقاصد پر ہمیں پہنچا سکتا ہے وہی ہمارا مکرم اور محترم ہے۔

یہ ضروری ہے کہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کی نیابت سے ایک لیگ قائم کیا جاوے۔ اور اس لیگ میں سلسلہ احمدیہ کی نیابت سے اسکے اصول اور اغراض و مقاصد پر کافی غور کیجائے۔ اور بعد کامل توجہ اور غور جو نتیجہ حاصل ہو اسکو متفقہ طور پر اعلان کر دیا جائے۔ اور یہ ضروری ہے۔ کہ لیگ مین کارکن ممبر ایسے اصحاب ہوں۔ جنکو مختلف فرقہ اسلامی مسلم طور پر منتخب کرین اور پھر انکو اعتبار بھی ہو۔ مین انشاء اللہ اسپر پھر آیندہ بھی لکھونگا۔ لیکن گزارش کرتا ہون۔ کہ دیگر احباب بھی اس طرف توجہ کرین۔

ہندوستان میں برٹش حکومت کی برکات[۳]

حکومت برطانیہ کے گوناگوں فیوض اور برکات سے ہندوستان متمتع ہو رہا ہے۔ نارتھ امریکن ریویو کے ذریعہ سے لارڈ کرزن صاحب اہل امریکہ کو ان برکات سے مطلع کرنیکے لیئے مختلف مضامین لکھ رہے ہیں چنانچہ انہوں نے پہلے مضمون میں لکھا ہے کہ ہندوستان کی تجارتی اور صنعتی ترقیات پر سوا پانچ ارب روپیہ برٹش سرمایہ کا خرچ ہو رہا ہے۔

ہندوستان کی حکومت دولت برطانیہ کی ملٹری طاقت کیلیئے ایک بڑی زبردست امداد ہے۔ اگرچہ فوجی تعداد آبادی ملک کی نسبت سے بہت ہی کم ہے۔ لیکن بہر حال دولت برطانیہ کے لیئے ایک مضبوط بازو کا کام کرتی ہے۔ چنانچہ گزشتہ مہم افریقہ مین جب بوئروں سے مقابلہ کی مصیبت پیش آئی تو ۱۳۰۰ برٹش افسر اور برٹش فوج نو ہزار دیسی فوج ہندوستان سے بھیجی گئی۔ ایسا ہی ۱۳۰۰ برٹش و بیس ہزار دیسی فوج اور ساڑھے سترہ ہزار خدام جنگ چین میں ہندوستان سے بھیجے گئے اور ان سے بڑی تقویت ہوئی۔

ہندوستان سے بہت ساری لوگ مختلف نوآبادیوں میں جاکر آباد ہوئے ہیں۔ چنانچہ چھیاسی ہزار ہندوستانی ٹرینیڈاد میں دس ہزار جمیکا میں ایک لاکھ پانچ ہزار برٹش گنی میں اور دو لاکھ چھ ہزار مارٹیس میں آباد ہو چکے ہین انکے علاوہ دوسری حکومتوں کو بھی ہندوستانی مزدوروں سے بہت امداد ملی ہے۔ چنانچہ فرانس اور ڈچ کو بہت مزدور دیے گئے۔ ہندوستانی لوگ بحر الکاہل کے دور حصص تک پہنچ گئے ہیں چنانچہ جزائر فجی میں سترہ ہزار لوگ موجود ہین نٹال میں ایک لاکھ چاردہ ہزار ہندوستانی رونق افروز ہین یوگینڈا ریلوے بھی بیس ہزار ہندوستانیوں نے بنائی تھی۔ ہر سال پندرہ بیس ہزار ہندوستانی دوسری آبادیوں کو جاتے ہین۔

ہندوستان نے برٹش قوم پر جو خاص احسان کئے ہین۔ وہ بھی قابل غور ہین نوجوان فوجی برٹش افسروں کے لیئے ہندوستان سب سے بہتر جوانمردی کا مدرسہ ہے اور یہاں استعمال اسلحہ کے لیئے سب سے بہتر موقعہ ملتا ہے۔ اسی طرح ممبران سول سروس کیلیئے بھی برٹش اخلاق کے بنانیکے لیئے یہ ایک نہایت موزون تعلیمگاہ ہے۔ اسکے اثر کا احسان برٹش حکومت اور برٹش قوم دونوں پر ہوتا ہے اسی طرح افسران محکمہ نہر و انجنیر اور محکمہ جات ڈاک تار جنگلات کے افسران اور منتظمان اور فنانسیر تمام دنیا سے بہتر طیار ہوتے ہین؟ افسر ہندوستان طیار کرتا ہے وہ ہر طبقہ ملک مین بہت مفید طور پر کام آسکتے ہین یہانتک کہ نائجیریا اور چین وغیرہ میں بھی لوگ مفید ثابت ہوتے ہین یہ لوگ نظم سلطنت کے پیشوا ہوتے ہین ولایت میں محدود رہنے والے افسر ایسے کام اس عمدگی سے نہین کرسکتے ہندوستان میں رہنے سے ان لوگوں کے دلوں میں اپنے فرض منصبی کی معرفت اور ایثار نفس کے خصائل پیدا ہو جاتے ہیں خاموشی سے کام کرنا اور فرض منصبی ادا کرنا اور شیخی نہ بگھارنا اسجگہ سیکھا جاتا ہے اور ملک و خاندان کے لیئے برکت کا موجب ہوتا ہے۔

دلائی لامہ[۴]

بدھ مذہب کا سب سے بڑا پیشوا دلائی لامہ ہوتا ہے۔ تبت انکی جاگیر ہے۔ اور سب سے بڑے مشہور بدھ مندر بھی اسجگہ ہین چھ سال کا عرصہ گزرا ہے کہ بعض پولیٹکل پیچیدگیوں کو حل کرنیکے لیے لارڈ کرزن نے دلائی لامہ کو دارجلنگ مین لا ڈالا۔ ابھی تک وہ اسی جگہ ہے اسکے متعلق چینی حکومت کوشش کرنا چاہتی ہے۔ کہ وہ پھر تبت میں اپنی جگہ اصلی پر قائم ہوجائے۔ اور انکی اپنی مرضی بھی "یہی ہے" لیکن حکومت برطانیہ انکے اس خیال کے ساتھ متفق نہیں ہوسکتی برٹش اہل الرائے دلائی لامہ کا انگریزی علاقہ میں رہنا انگریزی حکومت کے لیئے بہت مفید بیان کرتے ہیں اور ان کی حکومت ہندوستان کو ہندوستان کی تمدنی اور تجارتی ترقی کے لیئے ایک عجیب اضافہ خیال کرتے ہین انکا خیال ہے کہ چونکہ دلائی لامہ بدھ مذہب کا سب سے بڑا پیشوا ہے انکی جس جگہ وہ سکونت پذیر ہوگا اسی جگہ بدھ لوگ اسکے پاس کثرت سے آمد و رفت کرینگے۔ اور اس آمد و رفت سے گورنمنٹ انگریزی کو غیر حکومتوں کے بدھ لوگوں پر ایک رسوخ اور اثر حاصل ہو جایگا اور کثرت سے لوگوں کی آمد و رفت سے ملک کو بہت سارے تجارتی فائدے حاصل ہونگے۔ البتہ انگریزی حکومت کا فرض ہے۔ کہ دارجلنگ کو ایسی آمد و رفت کے لیئے ہر طرح موزون اور مناسب بنائے۔

چند سوالوں کے جواب

قرآن شریف کی تعلیم جو بچپن میں دیجاتی ہے۔ وہ مضر ہرگز نہین۔ بلکہ ازبس ضروری اور مفید ہے آپ اس فلاسفی پر غور کرین۔ جو نومولود کے کان مین اذان دینے کے متعلق ہے۔

بچپن میں بچہ کو جس طرف ڈالا جائے۔ وہ متوجہ ہو سکتا ہے۔ اور قرآن شریف کی طرف متوجہ کرنیکا اثر اسکی تمام زندگی پر پڑتا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ قرآن مجید بامعنی پڑھانے سے کیا فائدہ۔ سو آپ پر واضح رہے کہ قرآن مجید کے الفاظ پڑھانا یہ بھی اسی بامعنی پڑھانیکی ایک سیڑھی ہے۔ جب بچہ آیات پڑھ سکیگا۔ تو پھر ترجمہ پڑھ لینے پر بھی قادر ہوگا۔ دوم مطلق الفاظ بھی اپنے اندر ایک برکت رکھتے ہیں اور یہ امر احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

اگر بچے قرآن مجید کے پڑھنے سے بیزار ہوتے ہیں تو یہ قصور ان کے پڑھانیوالوں کا ہے خود (حضرت امیر فرماتے ہین) مینے بچپن میں قرآن مجید پڑھا اور مجھے اب تک اس کی محبت دن دونی رات چوگنی ہے۔ ہمارے بچے قرآن مجید بڑے شوق سے پڑھتے ہیں پس یہ خطرہ وہمی ہے۔ اور صرف طرز تعلیم کا قصور ہے۔ اگر قرآن مجید کو اوائل عمر مین نہ پڑھایا جاوے۔ جب کہ بچہ ہر طرح قابو میں ہوتا ہے تو بڑی عمر میں اسکے پڑھنے کی کیا حمایت ہو سکتی ہے۔ ہمارے سامنے ایسی نظیریں موجود ہین۔ جن بچوں کو پہلے قرآن شریف نہین پڑھایا گیا آخر وہ دین سے بالکل کورے رہ گئے اور پھر قرآن مجید کی طرف متوجہ نہین ہوئے۔

(۲) آپ نے پوچھا کہ شیخین رضی اللہ عنہم تجہیز و تکفین میں شریک ہوئے یا اور جنازہ پڑھا اسکے جواب میں واضح ہو کہ جنازہ تو ابتک تمام مسلمان پڑھتے ہیں اللھم صل علی محمد ہر نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ جنازہ کیا ہے ایک دعا ہے۔ جو میت کے لیے کی جاتی ہے شیخین رضی نمازیں پڑھتے اور اپنی امامت سے پڑھاتے لیں یہ سوال ہی ٹھیک نہین اور تجہیز و تکفین کوئی ایسا امر نہیں جس میں سب مسلمان شریک ہون نبی کریم صلعم کی وفات پر متفرق کام تھے ایک تجہیز و تکفین دوم آپ کے بعد انتظام خلافت جس پر شیرازہ وحدت کا دار و مدار تھا۔ گھر کے لوگ جیسا کہ

عام دستور ہی ہے تجہیز و تکفین کی فکر میں ہوئے اور جناب شیخین کو اس زیادہ اہم امر میں تقاضا وقت و حالات کے ماتحت مصروف ہونا پڑا وہ تجہیز و تکفین سے غافل یا بے پرواہ نہ تھے یہ کام انہوں نے انہی کے سپرد کر دیا۔ جو اس کے اہل اور عام دستور کے مطابق ذمہ دار

(۳) جناب فاروق رضی اللہ عنہ احراق خانہ بتول کے لئے ہرگز تشریف نہیں لے گئے۔ اور نہ انکی طاقت ایسی زبردست تھی۔ اب اگر یہ بات تسلیم کر لینگے۔ تو جناب علیؓ کی شجاعت اور تلوار پر حرف آئیگا۔

کیا اسوقت باغیرت مسلمان صحابی موجود نہ تھے معاذ اللہ آپ انکو بزدل خیال کرتے ہیں جو مومن کی شان سے بعید ہے اگر آپ یہ مانیں گے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ پر بھی اعتراض ہوگا۔

عروات میں خدا تعالیٰ کا ہم شان مرصوص فرمایا ہے کبھی تنہا چھوڑ کر حضرات شیخین نہیں گئے اس بات کا خصم کے پاس کیا ثبوت ہے ان لوگوں کا بعداز رسالت نائب خلیفہ مقرر ہونا ان کے اعلیٰ درجہ کے ایمان اور صالح الایمان ہونیکا ثبوت ہے۔

کیونکہ خدا نے فرمایا۔ ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم ولیبدلنهم من بعد خوفهم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ؕ

اب تاریخ اس امر کی شہادت دیتی ہے کہ شیخین کی خلافت میں خوف کے بعد امن ہوا۔ اور دین میں تمکین ہوئی۔ جس سے ثابت ہوا کہ وہ مومن اور صالح اعمال تھے۔ پس اس آیت سے تمام الزامات کا دفعیہ ہو سکتا ہے

پھر یہ امر بھی قابل غور ہے۔ کہ مرض الموت میں جناب رسالتمآب نے بلا کسی مجبوری کے حضرت عائشہ صدیقہ کے ہاں رہنا پسند فرمایا۔ جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جناب عائشہ اور اس کے والد بزرگوار (حضرت ابوبکرؓ) کے تعلقات آنحضرت صلعم کیساتھ کسقدر اخلاص اور محبت کے تھے کیونکہ آخر بیویوں کا حق تو مساوی تھا۔ پس ایسی حالت میں جناب خاتم النبیین اپنی لڑکی کے گھر میں چلے جاتے۔ مگر آپ نے ایسا نہیں کیا۔

بقایا دار توجہ فرماویں

جن صاحبوں نے ۱۹۱۱ء کا چندہ سالانہ بلکہ ۱۹۰۹ء و ۱۹۱۰ء کا تا حال ادا نہیں فرمایا۔ وہ برائے مہربانی جلد ادا کر دیں۔ ورنہ جو صاحب چندہ پیشگی دے چکے ہیں انکی حق تلفی ہوتی ہے۔ اور کارخانہ کے کام میں حرج پڑتا

گرونانک صاحب تناسخ کے قائل ہرگز نہ تھے

اگرچہ دیگر بیسیوں شہادتوں سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہونچ گیا ہے۔ کہ گرونانک جی مہاراج خدا کے برگزیدہ بزرگ یعنی مسلمان تھے۔ مگر اب جو گرنتھ صاحب کا مطالعہ کیا گیا۔ تو انکے اسلام پر اور بیسیوں نئی شہادتیں پیدا ہو گئیں ہیں۔ ان سب کا ذکر کرنا تو ایک الگ رسالہ میں ہوگا۔ مگر کسی قدر یہاں لکھدینا ضروری ہے۔ تاکہ بعض معزز سکھ صاحبان گرونانک دیو جی مہاراج کے اصل دھرم سے آگاہی حاصل کریں۔

اس میں کچھ شک نہیں ہے۔ کہ اہل ہنود اور اہل اسلام میں عام طور سے تناسخ یا آواگون کا ایسا مسئلہ ہے۔ جو دونوں کے درمیان حد فاصل یا مابہ الامتیاز کا حکم رکھتا ہے اسی بنا پر اکثر اہل ہنود اور بعض سکھ صاحبان صرف اسی خیال سے کہ گرونانک علیہ الرحمۃ کا تعلق اور اعتقاد اسلام کے ساتھ ثابت نہ ہو جائے۔ اس بات پر زور دیتے رہتے ہیں کہ گرونانک علیہ الرحمۃ تناسخ کے قائل تھے گویا وہ مسلمان نہیں تھے مگر اب ہم انشاء اللہ بحوالجات گرنتھ صاحب ثابت کرینگے (بفضلہٖ) کہ آپ ہرگز تناسخ کے قائل نہ تھے۔ بلکہ تناسخ کی تردید انہوں نے صدہا شبدوں میں کی ہے جس سے کسی اہل نظر کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ اور وہ حوالجات حسب ذیل ہیں۔

(۱۳۵) ਜਾ ਤੁਧੁ ਭਾਵੈ ਤਾ ਪੜਹਿ ਕਤੇਬਾ ਮੁਲਾ ਸੇਖ ਕਹਾਵਹਿ ॥
ਜਾ ਤੁਧੁ ਭਾਵੈ ਤਾ ਹੋਵਹਿ ਰਾਜੇ ਰਸ ਕਸ ਬਹੁਤੁ ਕਮਾਵਹਿ
(237) ਜੇਵਡੁ ਸਾਹਿਬੁ ਤੇਵਡ ਦਾਤੀ ਦੇ ਦੇ ਕਰੇ ਰਜਾਈ ॥
ਨਾਨਕ ਨਦਰਿ ਕਰੇ ਜਿਸੁ ਉਪਰਿ ਸਚਿ ਨਾਮਿ ਵਡਿਆਈ
(49) ਆਪੇ ਦਾਤਿ ਕਰੇ ਦਾਤਾਰੁ ॥ ਪੂਰੇ ਸਤਿਗੁਰ ਸਿਉ ਲਗੈ ਪਿਆਰੁ
ਦੇਦਾ ਦੇ ਲੈਦੇ ਥਕਿ ਪਾਹਿ ॥ ਜੁਗਾ ਜੁਗੰਤਰਿ ਖਾਹੀ ਖਾਹਿ
ਕੇਤੇ ਖਪਿ ਤੁਟਹਿ ਵੇਕਾਰ ॥ ਕੇਤੇ ਲੈ ਲੈ ਮੁਕਰੁ ਪਾਹਿ ॥
ਕੇਤੇ ਮੂਰਖ ਖਾਹੀ ਖਾਹਿ ਕੇਤਿਆ ਦੂਖ ਭੂਖ ਸਦ ਮਾਰ
ਏਹਿ ਭਿ ਦਾਤਿ ਤੇਰੀ ਦਾਤਾਰ ॥ ਬੰਦਿ ਖਲਾਸੀ ਭਾਣੈ ਹੋਇ
ਹੋਰੁ ਆਖਿ ਨ ਸਕੈ ਕੋਇ ॥ ਬਹੁਤਾ ਕਰਮੁ ਲਿਖਿਆ ਨਾ ਜਾਇ
ਵਡਾ ਦਾਤਾ ਤਿਲੁ ਨ ਤਮਾਇ ॥ (ਜਪੁ)

تناسخ کا رد گرنتھ صاحب سے

جاں تدھ بھاوے تاں پڑھنہ کتیباں ملاں شیخ کہاوینہ (صفحہ ۱۳۵)
جاں تدھ بھاوے تاں ہووینہ راجے رس کس بہت کماوینہ (وار ماجھ کی تہا سلوک محلہ ۱) ۱۹۸
جیوڈ صاحب تیوڈ داتی دے دے کرے رجائی ؛ نانک ندر کرے جس اُپر سچ نام وڈیائی (۱۳۷) ۲۰۱
آپے دات کرے داتار ؛ پورے ست گر سوں لگے پیار (راگ گوڑی محلہ ۳ چوپدے گوڑی گواریری محلہ ۳) ۱۴۹
نانک نظریں کرمیں دات۔ بہتا کرم لکھیا نہ جائے ؛ وڈا داتا تل نہ تمائے

جپ جی صاحب صفحہ ۵

کیتے لے لے مکر پا نہہ ؛ کیتے مورکھ کھائیں کہا نہہ
کیتیاں دوکھ بھوکھ سد مار ؛ ایہہ بھی دات تیری داتار
بند خلاصی بھانے ہوئے ؛ ہور آکھ نہ سکے کوئے
دیندا دے لیندے تھک پا نہہ ؛ جگا جگنتر کہائی کہا نہہ
جو فرمائے تو تو پا نہہ ؛

ترجمہ (اے پروردگار) جب تیری ہی مرضی ہوتی ہے تو لوگ بڑی بڑی کتابوں کو پڑھکر مولوی اور عالم فاضل بن جایا کرتے ہیں۔ اور اپنے تئیں ملاں اور شیخ کہلاتے ہیں اور تیرا ہی اذن ہوتا ہے تو راجے مہاراجے بنجاتے ہیں۔ اور دولت کما لیتے ہیں یعنی علم و فضل سے سرفراز ہونا اور حکومت جاہ و جلال اور دولت کا حاصل کر لینا کسی کے ہاتھ میں نہیں ہے اور نہ کوئی اپنے سابقہ جنم کے اعمال کا استحقاق رکھتا ہے۔ کہ وہ ضرور ہی دولت مند اور راجہ بنجاوے بلکہ یہ سب عطیات مالک حقیقی کے قبضۂ اقتدار اور رضا پر منحصر ہیں اسکے حضور کسی کو استحقاق دم مارنیکی گنجایش نہیں ہے جب جب وہ بزرگ قادر کرتار چاہتا ہے۔ اپنے بندوں کو عطیات اور انعام و اکرام بار بار دیکر انہیں سیر کر دیتا ہے۔ اے نانک جس بندے پر وہ آپ نظر عنایت کرتا ہے۔ اسکو حقیقی بزرگی اور کمال سے سیراب کر دیتا ہے (یعنی جس پر اسکی براز لطف و کرم نظر عنایت ہو۔ اسکو باران رحمت سے سیراب کر دیتا ہے اور جس پر نظر عنایت نہو وہ مفلس اور کنگال اور دوسروں کا محتاج رہتا ہے) اس پاک پروردگار سے جو اس کے بندوں کی محبت ہوتی ہے۔ وہ اسلیئے ہوتی ہے کہ بغیر کسی کے استحقاق اور بغیر ... مزدوری کے خود ہی داتا لوگوں پر انعام و اکرام اور احسان بیپایان کرتا رہتا ہے اور اسکو یہ انعام مزدوری یا اجرت کے طور پر نہیں عطا ہوتے ہیں۔ اے نانک وہ منظر عنایت و مہربانی سے ہی کرم کی بخشش کرتا ہے یعنی اسکی عنایات بیپایاں جو انسانوں پر ہیں۔ اسکی صفت رحمانیت کے ظہور کا نتیجہ ہیں اور انسانوں کے سابقہ جنم کے اعمال کی مزدوری اور اجرت کیطور پر نہیں ہیں۔ اسکی بخشش کثیر لکھی نہیں جاسکتی وہ بڑا سخی ہے اسکو ایک تل کے برابر طمع نہیں ہے (خداوند عالم کا جود و کرم اسقدر کثیر ہے کہ احاطۂ تحریر اور تقریر سے خارج ہے یعنی یہ جود و کرم انسان کے محدود اعمال کا نتیجہ اور مزدوری نہیں) بہت سے انسان ایسے ہیں کہ باوجودیکہ پرمیشر کا انپر جود و کرم ہمیشہ جاری و ساری رہتا ہے مگر کافر نعمت ہوکر خدا کا شکر و سپاس ادا نہیں کرتے (شکر و سپاس نہ کرنے اور کافر نعمت بننے سے تناسخ کا خوب ہی کھنڈن ہوتا ہے کیونکہ ہندو یا آریہ جو گزشتہ جنم کے اعمال کا پھل اور نتیجہ استحقاقاً حاصل کرتا ہے اسے کیا حاجت پڑی ہے کہ خواہ نخواہ اپنی مزدوری اور تنخواہ کا شکریہ ادا کرے جس کیخاطر جانکاہ محنت گزشتہ جنم میں اٹھائی تھی (لاحول ولاقوۃ) سے انسان علم و ہنر سے نادان اور جاہل مطلق ہوتے ہیں۔ مگر وہ بھی شب و روز اسکے خوانِ یغما پر بڑی آسودگی سے پرورش پاتے ہیں۔ اور بہت سے ایسے لوگ بھی خدا کی مخلوق میں موجود ہیں (کہ باوجود علم و ہنر کے) رنج و بھوک کے عذاب میں مبتلا ہوکر نان شبینہ کے بھی محتاج ہوتے ہیں مگر پھر بھی جو کچھ صحت عمر اور تھوڑا بہت جو عطیہ انپر ہو رہا ہے۔ اے قادر کرتار یہ بھی تیرے ہی عطیے ہیں اگر تو یہ بھی دات انپر نہ کرتا۔ تو کون تجھپر اعتراض کر سکتا تھا۔ یعنی کوئی بھی اسکے فضل و احسان سے خالی نہیں ہے۔ بند و خلاص تنگی ترشی آسودگی امارت و غربت سب کچھ حکم الٰہی پر مبنی ہے کسی غیر کو اسکی مشیت میں مطلق دخل نہیں ہے جس طرح وہ چاہتا ہے۔ کرتا ہے۔ کسی کو اسکے حضور دم مارنیکی طاقت اور حوصلہ نہیں ہے اور نہ کوئی کلمہ شکایت کا منہ پر لا سکتا ہے کہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ بلکہ یوں ہونا چاہیئے۔ وہ داتا تو ہمیشہ دیتا ہی رہتا ہے۔ مگر لینے والے خود تھک اور اکتا جاتے ہیں کل جہان ہمیشہ اس کے دستر خوان پر کھاتا رہتا ہے۔ وہاں کوئی کمی نہیں ہے۔

یہ ان شبدوں اور اشاروں میں سے بطور نمونہ از خروارے ہدیہ ناظرین کئے ہیں جن سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ گرو نانک رحمۃ اللہ علیہ اس امر کے قایل تھے کہ خدا تعالیٰ بغیر اعمال جنم سابقہ کے لوگوں پر اسقدر انعام و اکرام کرتا رہتا ہے کہ حد و شمار سے یہ انعام باہر ہیں۔ لوگوں کے اعمال تو محدود ہی ہوتے ہیں مگر گرو نانک صاحب فرماتے ہیں کہ خدا کی بخششوں کو کوئی بھی گن نہیں سکتا۔ کہ بند و خلاص یعنی کسی کو گدا گر بنا دینا کسی کی روزی فراخ کرکے اسے دولت مند اور بادشاہ بنا دینا اسی مالک حقیقی اور قادر داتا کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور کسی کو اسکی مشیت میں دخل اندازی جائز نہیں کیونکہ وہ مالک ہے۔ اسلیئے وہ کامل سخی ہے جس طرح چاہتا ہے اپنی حکمت اور علم کامل کو مد نظر رکھکر لوگوں پر نظر عنایت کرتا اور انہیں اپنے احسان بیپایان سے مالا مال کرتا رہتا ہے پھر فرماتے ہیں کہ قادر کرتار کی بخشش اسکی مخلوق پر اسقدر ہو رہی ہے کہ وہ لکھنے میں آ نہیں سکتی۔ مگر آریوں اور ہندوؤں کے تناسخ کے سابقہ جنم یا موجودہ جنم کے اعمال تو احاطۂ تحریر میں آ سکتے ہیں اسلیئے گرو صاحب کا فرمانا کہ خدا کی رحمتیں اور عنایتیں اسقدر لا تعد و لا تحصٰے یعنی بیحد و حساب ہیں کہ انکا شمار کرنا انسانی علم و فکر سے خارج ہے (قابل غور ہے) سابقہ یا موجودہ جنم کے اعمال بلکہ خیالات بھی لکھے جا سکتے ہیں پھر فرماتے ہیں کہ دنیا خدا کی مہربانیوں اور لطف و کرم کو لے لے کر تھک جاتی ہے ... مگر مزدور اور تنخواہ پانیوالا منش اپنے سابقہ جنم کی محنتوں اور کوششوں اور جانکاہیوں کا معاوضہ کیوں لے لے کر تھک سکتا ہے قصہ کوتاہ ایسے صد ہا شبد ہیں جن سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہونچ چکا ہے کہ گرو نانک رحمۃ اللہ علیہ تناسخ کے ہرگز قایل نہ تھے بلکہ وہ مسلمانوں کی طرح تناسخ کے منکر اور خدا کو تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام نقائص سے منزہ سمجھتے تھے۔...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ط

جناب امیر کا ایک تازہ ارشاد نامہ

سوال - غیر احمدی خواہ کوئی کیوں نہو۔ اسکے پیچھے نماز جائز نہیں۔ میں نہایت ادب سے دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ یہ صحیح ہے یا نہیں اگر صحیح ہے تو کس حکم قرآنی یا حدیث نبوی کے مطابق یہ حکم دیا گیا ہے۔

جواب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ کرمت نامہ ۳۰ جون سنہ ۱۹۱۱ء کا لکھا ہوا۔ آج ۱۵۔ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء میرے سامنے ہے۔ اس سے آپ قیاس کر سکتے ہیں کہ کسقدر علیل ہوں ۱۸۔ نومبر سنہ ۱۹۱۰ کو گھوڑے سے گرا۔ اور بیماری کا سلسلہ برابر چلتا ہے ایک زخم ناسور کا رنگ پکڑ گیا ہے۔ غالباً نماز بیٹھکر پڑھتا ہوں۔

ایک وزیر کے اور پھر وزیر اعظم کے آپ فرزند ہو عقلمند ہو۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ من اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ و سعیٰ فی خرابھا اولٰئک ما کان لھم ان یدخلوھا الا خائفین۔ اس آیت کریمہ پر آپ توجہ کریں۔ اس میں ارشاد ہے کہ مساجد میں خائف ہوکر حاضر ہونا چاہیئے۔ مگر ان علماء کا ایسا حال ہے کہ مسجد کو ان لوگوں نے جنگ گاہ بنایا۔ اور وہاں فتاویٰ کفر کے سوا ان کے پاس کیا رکھا ہے مسلمانوں کو کافر بناتے ہیں اور بس یہ انکار ہمارے ساتھ نہیں علی العموم ان کے آپس میں ایسے ہی سلوک ہیں جن دنوں میں پونچھ میں تھا۔ ان دنوں . . . . شہر میں نہیں آ سکتے تھے مجھ بھی رات کو باہر کوٹھی پر ملے۔ اور ایک مولوی صاحب تھے۔ جنکو پونچھ میں تین بھائیوں . . . . اور ایک کا نام . . . . یاد نہیں ان تینوں نے تنگ کیا اسکی کتابیں لے لیں۔ آخر ایک بزرگ نے . . . . انکو سرکاروں میں ملازم کرکے ایک پہاڑی چوکی پر بھیجدیا۔ ایک نومسلم غلام احمد بیچارہ پونچھ میں چلا گیا۔ اسکو کیسی تکلیف دی۔ ایک لڑکا . . . . . وہاں سے

پارہ ستائیسواں

رکوع نمبر ۱۴

(سورہ الواقعہ بقیہ رکوع ۱۴)

۸ جولائی ۱۹۱۱ء

مخضود ۔ کانٹے دور کئے ہوئے ۔ اس میں یہ بتایا کہ جنت کے آرام میں کوئی امر موجب تکلیف نہ ہوگا۔

ظل ممدود ۔ سایہ دوپہر کے وقت گھٹتا جاتا ہے ۔ اس لئے بعض اوقات درخت کے سایہ میں آرام لینے والے کو دھوپ آجاتی ہے ۔ فرمایا اس کا سایہ بہت پھیلا ہوا ہوگا۔

لا ممنوعۃ ۔ منع کئی قسم ہے ۔ طاقت نہیں ۔ وسعت نہیں ۔ خود معدہ میں خلل ہو کسی قسم کی روک نہ ہوگی۔

فرش مرفوعۃ ۔ عالیخاندان بیبیاں ۔ اسپر قرینہ ہے ۔ اگلی آیت۔

عربا اترابا ۔ خاوندوں کی پیاریاں ہم عمر ۔ یعنی خاوندوں کی عمروں کے مناسب حال

(پارہ ۲۷ ۔ رکوع ۲ ۔ سورہ الواقعہ ۱۴)

۹ ۔ جولائی ۱۹۱۱ء

یحموم ۔ سیاہ دھوئیں

کریم ۔ انسان جس سے فائدہ اٹھاتا ہے ۔ اسکی ایک عزت دل میں ہوتی ہے فرمایا اس ظل سے آرام نہ پائیں گے ۔

مترفین ۔ آرام طلب ۔ دوزخ بمنزلہ شفاخانہ کے ہے اس میں ایسی روحانی بیماریوں کا علاج ہے ۔

الحنث ۔ (۱) خدا کی عظمت دل میں نہ تھی اپنی قسمیں توڑتے تھے (۲) مطلق گناہ ۔ گناہوں پر اصرار کرتے تھے (۳) بار بار قسمیں کھا کر کہتے کہ قیامت کو اٹھائے نہ جائینگے

الی میقات ۔ اسوقت تک جمع کئے جائینگے (۲) یعنی فی ایک مقرردن کی تاریخ ہیں

شرب الھیم ۔ اونٹوں میں پیاس کی ایک بیماری ہوتی ہے ۔ فرماتا ہے ۔ گرم پانی ملیگا ۔ اس سے پیاس نہیں بجھیگی ۔ بار بار پینا پڑیگا ۔

نزلھم ۔ جب مہمان آئے ۔ کھانا دیر سے دیا جاتا ہو تو اس کے آتے ہی جو ناشتہ پیش کیا جائے ۔ اسے نزل کہتے ہیں ۔

افرایتم ما تمنون ۔ چونکہ اعتراض حشر اجساد پر ہے اسلئے فرماتا ہے کہ وہ منی جس سے انسان پیدا ہوتے ہیں ۔ وہ بھی تو آخر اسی کی پیدا کی ہوئی ہے ۔ پس کیا وہ دوبارہ خلق پر قادر نہیں ۔ کیونکہ منی سے انسان بننا بھی تو حیرت انگیز ہے ۔

قدرنا بینکم الموت ۔ جو خدا کی ہستی پر موت لا سکتا ہے کیا وہ اس موت کو مٹا نہیں سکتا

شجرتھا ۔ (۱) بانس کے درخت سے بھی آگ نکلتی ہے (۲) آگ پتھر یا کسی جسم میں چھپی ہوتی ہے ۔ پھر شعلہ درخت کی مانند ہو جاتا ہے ۔

اپنی قدرتوں کا بیان کیا ہے ۔ تا ظاہر ہو کہ وہ قیامت لانے پر قادر ہے ۔

للمقوین ۔ مسافر ۔ بھوکے لوگ ۔

(پارہ ۲۷ ۔ رکوع ۱۶ سورہ الواقعہ رکوع ۳)

۱۰ ۔ جولائی ۱۹۱۱ء

فلا اقسم ۔ قسم کے فعل پر لا نفی آتا ہے ۔ اس کی توجیہیں مفسرین نے کی ہیں ۔ جن میں سے مشہور یہ ہے ۔ کہ لا زائد ہے ۔ (۲) اس بات پر قسم کھانے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ کھلی ہوئی صداقت ہے ۔ اصل بات یہ ہے کہ جس عقیدہ کی تردید مقصود ہو اس کے لئے لا آیا ہے کہ ایسا نہیں ۔ اور پھر قسم کھائی گئی ۔ کہ حقیقت یوں ہے ۔

بمواقع النجوم ۔ مواقع جمع موقع جس کے تین معنی ہیں گرنے اور پڑنے کی جگہ ۔ گرنا (مصدر) فرماتا ہے کتاب اللہ کی نسبت تم انکار کرتے ہو اور کہتے ہو ۔ افترا ہے ۔ ایسا نہیں ۔ میں تمہیں ستاروں کے گرنیکے کی طرف (اسی کے ظہور کیوقت ستارے بہت ٹوٹتے ہیں) کہ وہ بھی ایک نشان ہے متوجہ کرتا ہوں ۔ یہ قرآن کریم ہے ۔ اور تمام شیطانی دستبردوں سے محفوظ ہے ۔

من رب العالمین ۔ اس میں بتایا ۔ کہ جیسے خدا تعالیٰ جسمانی پرورش کر رہا ہے ضرور ہے ۔ کہ روحانی تربیت کا سامان بھی بھیجے

مدھنون ۔ کمزوری سستی ۔ ڈھلمل یقینی دکھاتے ہو ۔

غیر مدینین ۔ نہیں رعیت اور محکوم ۔

ان کنتم صادقین ۔ اس میں توجہ دلائی ۔ کہ ایسے قادر و توانا خدا کے پیغام کو چھوڑ کر اپنے لئے مصیبت نہ لو ۔

سورہ الواقعہ کے نوٹ ختم ہوئے

آغاز سورہ الحدید ۔ رکوع ۱ ۔ پارہ ۲۷ ۔ رکوع ۱۷

۱۶ ۔ جولائی ۱۹۱۱ء

سبح ۔ مصدر تسبیح ۔ خدا کو تمام نقصوں سے پاک سمجھنا ۔ اس کے لئے تین طرح کے صیغے آئے ہیں (۱) سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا (۲) سبح ﷲ ما فی السموت والارض (۳) یسبح ﷲ ۔ اس میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے ۔ کہ اب ایسی ہوائیں چل رہی ہیں ۔ کہ

کفر و شرک و عقائدِ فاسدہ سے یہ سرزمین پاک ہو جائے۔ اور ثابت ہو جائے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و الاصفات تمام قسم کے نقصوں اور کمزوریوں سے منزّہ ہے۔ نہ بت معبود ہو سکتے ہیں۔ نہ عیسٰی جو کہ ایک عاجز انسان تھا۔

العزیز الحکیم۔ کسی کام کا انجام دو باتوں پر ہے۔ ایک کرنیوالا صاحب حکمت ہو دوم غالب۔ یہ صفات حقیقی طور پر ہی خدا تعالیٰ میں پائی جاتی ہیں۔

وھو علیٰ کل شیئ قدیر۔ ہر چاہی ہوئی چیز پر۔ کیونکہ دوسرے مقام پر فرما چکا ہے

یفعل ما یشاء۔ و یحکم ما یرید۔

ھو الاوّل۔ لیس قبلہ شیئ۔ و الاٰخر لیس بعدہ شیئ و الظاھر۔ لیس فوقہ شیئ والباطن۔ لیس دونہ شیئ۔ یہ معنی احادیث میں آئے ہیں۔

ستۃ ایام۔ چھ وقتوں میں۔

استویٰ علی العرش۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ان چیزوں کو پیدا کر کے آزاد نہیں چھوڑا۔ بلکہ ذرہ ذرہ پر میری حکومت ہے۔

ھو معکم اینما کنتم۔ وہ تمہارا ہی مددگار ہے۔ جہاں کہیں بھی تم ہو۔

اٰمنوا۔ ایمان میں دو چیزیں ہیں۔ ایک یقین۔ ایک تسلیم۔ اگر یقین نہو۔ تو ایسے شخص کو منافق کہتے ہیں۔ اگر دونو نہ ہوں تو اسے عنادی کافر بولینگے۔

انفقوا۔ مال کا دینا۔ مومن اور کافر کے درمیان امتیاز ہوا کرتا ہے۔ کیونکہ مال لوجہ اللہ وہی خرچ کر سکتا ہے۔ جس کے اندر صدق ہو۔

صحابہ کرام کوئی تم سے زیادہ نمازیں نہیں پڑھتے تھے تین باتیں ان میں تھیں ایک نبی کریم کی صحبت۔ دوسرا ایمان کامل درجہ کا۔ تیسرا خدا کی راہ میں مال خرچ کرتے تھے۔

مورخہ ۱۸۔ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء

پارہ ۲۷ رکوع ۱۸ سورہ الحدید رکوع ۲

یقرض اللہ۔ قرض کاٹنے کو کہتے ہیں۔ خدا کے نام پر کچھ دینے کو قرض اسلیئے فرمایا۔ کہ جو خرچ کرو گے۔ وہ واپس دیا جائیگا۔ بلکہ ثواب عظیم بھی ملیگا۔

اجر کریم۔ جو رزق فتوحات کا ہوتا ہے اسے رزق کریم کہتے ہیں۔ فرمایا کہ تم جنگوں میں لگے ہوئے ہو۔ اس کا تم کو اجر عظیم اور رزق کریم ملیگا۔

نقتبس۔ کسی کی آگ سے یا چراغ سے اپنے چراغ کو روشن کر لینا۔ فرمایا۔ یہ قیامت کے دن تم کو کسی کا نور کام نہ آئیگا۔ اپنا نور اپنے ساتھ لاؤ۔

غرور۔ غ کے فتحہ کے ساتھ شیطان کا نام ہے۔ بہت ہی دہوکہ دینے والا

فدیۃ۔ جس کو دے کر انسان اپنی جان چھڑائے۔

ھی مولٰکم۔ مولا کے معنے ساتھی۔ ہمراہی دن لوٹنے کی جگہ منافقوں کو بتایا کہ تم کچھ عرصہ باہر مو۔ آخر اسی آگ میں پڑو گے۔

تخشع (۱) ڈرنا (۲) کسی کے لیئے فروتنی اختیار کرنا۔ فرمایا۔ اقرار سے مومنوں اور منافقوں میں فرق معلوم نہیں ہوتا۔ منافق بھی آمنا و صدقنا کہتے ہیں۔ اور مومن بھی لیکن مومن کے اندر یہ بات بیٹھی ہوئی ہے اور منافق کے قلب میں ایمان نہیں معاملات میں سب راز فاش ہو جاتا ہے۔

فاسقون۔ منافق میں ایمان نہیں ہوتا۔ اور فاسق میں ایمان تو ہوتا ہے مگر عمل نہیں ہوتا۔

الشھداء۔ شہید اسے کہتے ہیں جو دوسروں کے لئے اسوہ حسنہ ہو۔ مامور من اللہ جب آتا ہے تو تین کام کرتا ہے۔ غلط مسائل کی تصحیح (۲) خدا کی آیات دکھا کر نئے سرے سے ایمان پیدا کرتا ہے۔ جو فسانہ کے رنگ میں نہیں ہوتا (۳) لوگوں کے لئے اطاعت اللہ و پابندی شریعت میں نمونہ ہوتا ہے۔ اسکے بعد یہ امور صدیقین و شہداء کے ذریعے ظاہر ہوتے ہیں۔

مورخہ ۲۰۔ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء

پارہ ۲۷ رکوع ۱۹ سورہ الحدید رکوع ۳

الحیوۃ الدنیا۔ وہ زندگی جو نزدیک کی ہے اسکے واسطے پانچ باتیں ہیں۔ لعب لہو۔ زینت تفاخر۔ تکاثر۔ لعب۔ ایسی چیز جس میں کوئی تکان ہو۔ مگر فائدہ کوئی نہو۔ لھو۔ ایسی چیز جس سے غفلت پیدا ہو جائے۔ الکفار۔ کافر زمیندار کو کہتے ہیں۔ کفر کے معنے ڈھانپنا زمیندار بیج کو ڈھانپتا ہے اسے کافر کہا جاتا ہے۔ و مغفرۃ من اللہ و رضوان۔ اللہ جو سب چیزوں کا پیدا کرنیوالا ہے۔ اسکی رضامندی ہو گی۔ تو پھر کونسی نعمت ہے۔ جو نہ ملیگی۔ کفار کے لیئے عذاب شدید فرمایا۔ اور مومنوں کے لیئے مغفرۃ و رضوان۔ جو ان کافروں کے لیئے عذاب پر عذاب ہی کیونکہ اپنے مخالف کو سکھ و آرام میں دیکھنا بھی انکے لیئے ایک عذاب ہو گا

سابقوا۔ اس میں اشارہ ہے۔ کہ دنیوی علائق میں پھنس نہ جانا بلکہ منزل مقصود کا خیال رکھو

من قبل ان نبراھا۔ تقدیر کے متعلق لوگوں کو یہ دہوکہ لگتا ہے۔ کہ جب خدا نے پہلے ہی لکھدیا ہے۔ کہ فلاں کام یوں ہو گا۔ تو اسکے متعلق کوشش کی کیا ضرورت ہی کسی آدمی کے متعلق لکھا ہے۔ کہ چوری کریگا۔ اور زنا جہنمی ہو گا۔ تو اب وہ شخص اس کے خلاف کیا کر سکتا ہی

اسکا جواب یہ ہے۔ کہ خدا عالم الغیب ہے۔ مگر اس سے انسان کا مجبور ہونا کہاں سے ثابت ہوا۔ جب کہ ہر ایک انسان جانتا ہے کہ اسے باری کیوقت کوئی مجبور نہیں کرتا پس علم تابع معلوم ہے۔ معلوم علم کے تابع نہیں مثلاً خواب میں کسی کے بارے میں ہم کوئی امر دیکھیں اور وہ یونہی ہو جائے۔ تو اب خواب نے اس شخص کو اس امر کے ویسا ہی کرنے پر مجبور نہیں کیا۔ پس خدا کا علم کسی کو مجبور نہیں کرتا۔ بلکہ علم چونکہ صحیح ہے اسلیئے جو کام جیسا ہونا تھا۔ ویسا ہی خدا کے علم غیب میں قبل از وقوع آگیا۔

لکیلا تاسوا۔ یہ عدم افسوس مجبور محض ہونیکے لیئے نہیں بلکہ اسلیئے کہ بسلسلہ اسباب و کسب کے نتیجہ میں ایسا ہوا۔

۲۳۔ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء

پارہ ۲۷ رکوع ۱۸ سورہ الحدید رکوع

(۱) ابتغاء رضوان اللہ۔ اس میں بتایا رہبانیت مطلقاً منع نہیں اسقدر جائز ہے جو اللہ کی رضامندی کے لیئے ہو اور وہ وہی ہو سکتی ہے۔ جس میں خدا کے کسی اور حکم کی خلاف ورزی نہ ہو۔ مسلمان ہجرت پکڑیں۔ پہلے بتایا کہ انبیاء بھیجنا ہماری سنت ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم ابو الانبیاء اور حضرت نوح موجودہ نسل انسانی کے مورث اعلیٰ کا ذکر کیا۔ پھر انکے خلفاء کا۔ پھر اہل کتاب کے فسق و فجور میں مبتلا ہو جانیسے خاتم النبیین کی ضرورت بعثت کا سوال حل کیا۔

کفلین۔ کفل کہتے ہیں۔ ترازو کے پلڑے کو حدیث سے بھی ثابت ہے۔ کہ اس امت کو سب سے بڑھکر اجر ملیگا۔ اور یہ خدا کا فضل ہے

(ب) دنیا کے کام خدا کے لیئے ہوں تو وہ بھی از روئے اسلام دین کے حکم میں ہیں اسلیئے کفلین فرمایا

الا یقدرون۔ کہ مسلمان اللہ کے فضل سے کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے۔

یہاں ستائیسویں پارے کے نوٹ ختم ہوئے